لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

ایک یادگار اور مؤثر دعا

نواب مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ رئیس بھیکم پور اور صدر الصدور امور حیدرآباد عازم حج ہیں۔ سفر سے پہلے اپنے شیخ حضرت فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے خانقاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ حضرت گنج مراد آبادی کے جانشین شاہ نیاز احمد کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں، اپنے نفیس اور قیمتی شیروانی کے ساتھ شاہ صاحب سے قریب چبوترے پر بیٹھ جاتے ہیں اور شاہ صاحب ہاتھ اٹھاکر اس طرح دعا کراتے ہیں: ———

بارِ الٰہا! یہ حبیب الرحمٰن خاں شروانی تیرا ایک بندہ ناچیز ہے،

بارِ الٰہا! جب اس پر ناگزیر وقت آجائے، سانس اکھڑ رہی ہو تو اسکی امداد فرمائی جائے،

بارِ الٰہا! جب کفن پہنا کر اسکے تابوت کو لے چلیں تو اپنی رحمت کا سایہ اس پر ڈال اور گور کے خلوت خانہ میں حبیب الرحمٰن کو لوگ رکھ کر واپس آجائیں اور غریب وہاں تنہا رہ جائے تو اپنی رحمت اپنے کرم سے روشنی پیدا فرما، قوت بخش کہ نکیرین کے سوال و جواب میں یہ بیچارہ ثابت قدم رہے،

بارِ الٰہا! جب حشر کا میدان قائم ہو، اور بڑے چھوٹے پتنگوں کی طرح اِدھر اُدھر مارے پھرتے ہوں تو اسوقت بیچارے حبیب الرحمٰن بھیکم پور والے کی دستگیری فرما اس کے گناہوں کو بخش دے اور بجائے جہنم کے اس کو تیرے فرشتے جنّت کی طرف لے جائیں۔!!

[ماخوذ "صدر یار جنگ"]

Regd No. LW/NP 56

Phone:- 2948 / 9747

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

سے تنگی شروع ہوگئی تھی اس لئے محراب کی سمت مزید توسیع کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ زیر تعمیر اضافہ انشاء اللہ سہ منزلہ ہوگا اور مسجد کے مسقف حصہ کے بقدر توسیع ہوکر نماز کے لئے دوگنی گنجائش نکل آئے گی۔

ڈسپنسری

طلبہ و اساتذہ کی سہولت اور اسپتالوں کی بھیڑ بھاڑ اور بے توجہی کو دیکھتے ہوئے ایک ڈسپنسری قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔

پریس اور دفاتر کی عمارت

پریس اور مختلف دفاتر کے لئے علیحدہ ایک عمارت بھی عرصہ سے زیر تجویز رہی ہے تاکہ دار العلوم کی عمارت صرف تعلیمی اغراض ہی میں استعمال ہو۔ سارے درجات اسی میں رہیں، جگہ کی تنگی کی وجہ سے جو انتشار کبھی کبھی ہو جاتا ہے وہ ختم ہو جائے، چنانچہ اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہو گیا ہے اور اس عمارت کی تعمیر بھی ہونا ہے۔

ان گذارشات کے بعد آپ سے ہماری درخواست ہے کہ وقت کی اس اہم ضرورت اور دار العلوم کی افادیت کو سمجھتے ہوئے پوری فراخدلی اور ہمت سے کام لے کر ان تمام کاموں میں بھرپور تعاون و اعانت فرمائیں کہ ہندوستان میں دین کے قلعوں کی حفاظت کی اس سے بہتر کوئی سبیل اور اس سے زیادہ پائیدار کوئی صدقہ جاریہ نہیں۔ آپ میں سے جو لوگ ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی میں شریک تھے، ان کو یاد ہوگا کہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے غیر ملکی عرب مہمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:۔

"یہ سونے کی چڑیاں سب اڑ جائیں گی، ہم اور آپ یہاں رہیں گے، آپ یہ نہ سمجھیں کہ اب آپ کو چھٹی مل گئی، ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں، ہمارے سفیر آپ کے گھروں پر جائیں گے، آپ کے چار آنے آٹھ آنے ہم کو عزیز ہیں یہ جو کچھ دیں گے وہ اس دولت کا ہزارواں حصہ ہوگا جو خدا نے ان کو دیا ہے اور جو آپ دیں گے وہ آپ کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہوگی۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم ان بیش قیمت اصولوں کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں، ہمارے نزدیک مالیات، بجٹ اور عظیم الشان عمارتوں سے زیادہ وہ مقصد عزیز ہے جس کے لئے یہ دار العلوم قائم کیا گیا ہے یعنی جدید زمانہ میں اسلام کی موثر اور صحیح ترجمانی، دین و دنیا کی جامعیت اور علم و روحانیت کے اجتماع کی کوشش، فتنۂ لادینیت اور ذہنی ارتداد کا مقابلہ، اسلام پر اعتماد اور علوم اسلامیہ کی برتری و امتیاز کا اعلان و اظہار، دین حق سے وفاداری اور شریعت پر استقامت مسئلہ کی اس قدر تشریح اور وضاحت کے بعد ہمیں اب مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں، ہم اللہ کا نام لے کر ان میں سے متعدد اہم کام جن میں سرفہرست "توسیع مسجد" "دار تحفیظ القرآن الکریم" اور ایک عظیم الشان لائبریری کا قیام ہے (جہاں انشاء اللہ مطالعہ، بحث و تحقیق اور علمی استفادہ کا اعلیٰ انتظام ہوگا) آغاز کر رہے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں سے خواہ وہ اس طویل و عریض ملک کے کسی بھی علاقے کے ہوں ہماری مکرر درخواست ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنا ہی کام سمجھیں۔

ہمیں یقین اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر پورا بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ مولانا مدظلہ کی بیش قیمت و بابرکت رہنمائی و نظامت میں اگر احباب و مخلصین نے پوری دلچسپی لی تو ہمارا یہ پیغام نصرت ملک کے گوشہ گوشہ بلکہ عالم اسلام کے کونے کونے میں پہونچے گا۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

(مولانا) معین اللہ ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

(مولانا) محب اللہ لاری ندوی
(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)

(جناب) مصباح الدین نقوی
(معتمد مال ندوۃ العلماء)

نوٹ: چیک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں بمرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھئے:۔
ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳، ندوہ لکھنؤ ۷

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نئی شاہکار تصنیف

پُرانے چراغ (حصہ دوم)

مع تکملہ سینے کے داغ

مختلف مشاہیر اور باکمال شخصیتوں کا دلکش قلمی مرقع اور دین و اخلاق اور ادب و سوانح کا مہکتا ہوا گلدستہ

جو

مولانا محمد علی جوہر، صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین، الحاج مفتی امین الحسینی، مولانا مسعود علی ندوی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا محمد سلیم مکی، مولانا عبدالماجد دریابادی، پروفیسر رشید احمد صدیقی، چودھری غلام رسول مہر، مولانا ماہر القادری، مولانا عبدالشکور فاروقی، علامہ بہجۃ البیطار، مولانا عبدالعزیز میمن، مولانا محمد اویس ندوی، صوفی عبدالرب ایم۔ اے۔ مولانا ابوبکر غزنوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید ابوالخیر حسنی، امتہ اللہ تسنیم صاحبہ، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، مولانا محمد الحسنی ندوی، مولانا اسحاق جلیس ندوی، جیسے حضرات پر مشتمل ہے، در نایاب کا بینظیر تحفہ۔ (آفسیٹ طباعت)

تاجر حضرات خصوصی رعایت کے لئے فوراً لکھیں

مکتبۂ فردوس، مکارم نگر (برولیا) لکھنؤ

لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ
شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۸ | ۲۵ر جولائی ۱۹۸۱ء ـــــ ۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ | شمارہ نمبر ۱۸

نرخِ تعاون
اندرونِ ملک ـــــ بیس روپے
فی پرچہ ـــــ ایک روپیہ
بیرونِ ملک۔ بحری ڈاک، بحری ممالک ۵ پونڈ
ہوائی ڈاک
ایشیائی ممالک ـــــ ۷ پونڈ
افریقی ممالک ـــــ ۸ پونڈ
یورپ و امریکہ ـــــ ۱۰ پونڈ

اداریہ

وداع و دعا

یہ گنتی کے مفید دن "اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ" اب ختم ہونے پر آئے، ہماری آپ کی چندروزہ زندگی میں ایک بہار آگئی تھی جو ختم ہو رہی ہے۔ بہار پھر آئے گی اور تاحشر آتی رہے گی چمن پھر آراستہ ہوں گے، پھول پھر کھلیں گے مگر پھر ہمیں بھی یہ دن نصیب ہوں گے یا نہیں یہ صرف علیم و حکیم خالقِ کائنات کے علم میں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ سال تک زندہ بھی رکھا تو یہی صحت، یہی قویٰ، یہی توانائی اس وقت رہے گی؟ کون اس کی ضمانت دے سکتا ہے۔

لوگ ماہ مبارک رمضان کو الوداع کہتے ہیں حالانکہ رمضان آپ کو الوداع کہہ رہا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک موقع اور دے دیا تھا کہ رحمتِ حق کے اس سیلِ رواں سے چند قطرے اپنی عاقبت کے لئے جمع کرلیں، موتیوں کی بارش ہو رہی ہے، یاقوت و جواہر کا مینہ برس رہا ہے، بھر لیجئے جتنی دامن میں گنجائش ہے اور بڑھا لیجئے دامن کو جس قدر حوصلہ ہے، پھر کون جانے یہ بہار آئے نہ آئے پھر کہاں ہم اور کہاں یہ لیل و نہار مرادوں کے دن، مناجاتوں کی راتیں، تلاوتوں میں دلجمعی کا زمانہ، دعاؤں میں یکسوئی کے لمحات، وہ افطار کے وقت دل کا گداز اور آنکھوں کی نمی وہ سحور کا ہنگامہ اور اللہ کی بخششِ بے پایاں کا یقین وہ رحمت کے بادلوں کا گھر گھر کے آنا، اور جھوم جھوم کر برسنا۔

جن کے نصیبے جاگے راتوں میں بیدار رہے رضائے الٰہی کے وہ جویا تھے اور رضائے حق خود ان کی جویا تھی "جوانانِ نوخواستہ" کے اخلاص اور پیرانِ آراستہ کی ریاضتیں سادہ دل بچے اور مخلص بندوں کی عبادتیں، شکستہ دل گنہگاروں کی حسرتیں اس ماہِ مبارک کا سرمایہ تھیں اور انھیں سے رمضان کی رونق قائم ہے، یہی لوگ اس ماہِ صیام کے خوانِ کرم کے خصوصی مہمان تھے۔

مگر دیکھا گیا ہے کہ اس دنیا میں جس کسی امیر کبیر کے گھر بڑی اور عام دعوت ہوئی ہے تو صرف اہلِ وجاہت اور قرابت ہی نہیں پوچھے جاتے ان کے پیچھے پیچھے غربار و ساکین کو بھی نوازا جاتا ہے اور سیر چشم میزبان ہر ایک کی دلجوئی کرتا ہے یہی نہیں بلکہ اس روز دسترخوان کا پس خوردہ اتنا پھینکا جاتا ہے کہ کتوں اور جانوروں کی بھی بن آتی ہے۔

یہ رمضان حق تعالیٰ کی دعوتِ عام کا زمانہ تھا۔ اصفیار، اتقیاء، اہلِ دل، اہلِ ایمان اس دعوت کے خصوصی مہمان تھے ساری آرائش و زیبائش انھیں کے لئے تھی خوانِ نعمت انھیں کے لئے چنا گیا تھا مگر یقین ہے کہ اس کی رحمت بے پایاں اور کرم بے نہایت ہے ہم سیہ کاروں کو بھی محروم نہیں رکھے گی اگرچہ سر ندامت سے بوجھل ہیں، نگاہیں پست ہیں لیکن پس خوردہ کی آس لگائے پس دیوار ہم بھی کھڑے ہیں اور دل کی زبان یہ کہہ رہی ہے ؎

قطرہ از سیلِ رحمت تو بس است ـــ شستن نامہ سیاہ ہمہ
خسرو از تو پناہ می جوید ـــ اے پناہ من و پناہ ہمہ

(ع۔ ع۔ ن)

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs.23/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے

اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت

مولانا عبد الحی حسنیؒ

آیات:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا۔ (سورہ کہف آیت ۶۰)

اور جب موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۝ (کہف آیت ۲۸)

اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھے اور برے ہمنشیں کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروش اور بھٹی جلانے والا، مشک فروش اور بھٹی جلانے والا، مشک فروش یا تمہیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے خرید لوگے، یا اور نہیں تو اچھی خوشبو تو ملے گی ہی، اور بھٹی جلانے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا کپڑے نہ بھی جلیں تو بدبو ہی اس کے پاس ملے گی (فائدہ کچھ نہیں)۔ (متفق علیہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نیک ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروش کہ اگر اس سے تم کو کچھ نہ ملے گا تو خوشبو تو ملے گی ہی، اور برے ساتھی کی مثال بھٹی جلانے والی کی سی ہے کہ اگر اس سے کپڑے نہ کالے ہوں گے تو دھواں تو لگے گا ہی۔ (ابو داؤد و نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کان ہیں، ان میں جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں اچھے ہوتے ہیں، وہ اسلام لانے کے بعد اچھے ہوتے ہیں جب ان کو فہم دینی حاصل ہو جاتا ہے، تمام روحیں دنیا میں آنے سے قبل ایک جگہ جمع کی گئیں۔ جن دو روحوں کا باہم تعارف ہوا مانوس ہوگئیں اور جن دو روحوں میں اجنبیت رہی ان میں اختلاف ہوا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا تم میں کا ہر شخص یہ دیکھ لے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صرف مومن سے دوستی کرو اور کھانا متقی و پرہیزگار ہی شخص کو کھلاؤ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت ابو ادریس خولانی نے فرمایا کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے دانت بڑے چمکیلے تھے اور اس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے جب ان میں کسی معاملہ میں اختلاف ہوتا تو اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے اور اس کا فیصلہ تسلیم کرتے۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت جبلؓ ہیں، دوسرے دن بہت تڑکے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو وہ ہم سے بھی پہلے اٹھ چکے ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیا جب نماز پڑھ چکے تو ان کے سامنے سے میں آیا اور سلام کیا، پھر میں نے کہا کہ باخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، انھوں نے کہا کیا اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے! دوبارہ پھر انھوں نے کہا کیا اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے، پھر انھوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، پھر فرمایا، خوشخبری سنو، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری رضا کی خاطر باہم دو محبت کرنے والے، میرے لئے مل بیٹھنے والے، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے جلنے والے، میری راہ میں مل کر دو خرچ کرنے والے لوگوں پر میری محبت واجب ہو گئی۔ (رواہ مالک فی الموطا)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جب آیت "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" نازل ہوئی تو ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ آیت سونے چاندی کے متعلق نازل ہوئی ہے اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم لوگ اسی کو حاصل کرتے، آپ نے فرمایا سب سے افضل مال خدا کی یاد میں مشغول رہنے والی زبان، شکر گذار دل، مومن عورت جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے میں شوہر کی معین ہو، (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ عورت چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے، اس کے مال کی وجہ سے، حسب نسب کی وجہ سے، حسن و جمال کی وجہ سے، اس کے دین کی وجہ سے، تم دیندار عورت سے شادی کرو، کامیاب رہو گے۔ (متفق علیہ)

"جب تلک بس چل سکے ساغر چلے"

(از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

اعتکاف: اعتکاف رمضان کے فوائد و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصہ میں وہ سکون قلب جمعیت باطنی فکر و خیال کی مرکزیت انقطاع الی اللہ کی دولت رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو اس اعتکاف کے ذریعہ اس کا تدارک کر سکتا ہے؛

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں:-

اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو اشتغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و ترددات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے، مخلوق سے انس کے بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غمخوار نہ ہو گا یہ انس اس کا زادِ سفر بنے یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:-

"چونکہ مسجد میں اعتکاف، جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ نیز طاقت و عبادت کا بہترین پُرسکون موقع ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے:"

اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں اس کی پابندی کی، چنانچہ اس نے رمضان کے شعار اور سنت متواترہ کی حیثیت اختیار کر لی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخیر عشرہ میں برابر اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج نے اعتکاف کا معمول قائم رکھا؛

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے جس سال آپ نے انتقال فرمایا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

شب قدر: قرآن و حدیث میں "شب قدر" کی فضیلت بہت اہمیت کے ساتھ متعدد جگہ بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝	بےشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے اور ہر امر خیر کے لئے سلامتی (ہی سلامتی) ہے وہ رات طلوع فجر تک۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شب قدر میں جو ایمان و احتساب کے ساتھ عبادت کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و حکمت سے اس کو رمضان کے آخیری عشرہ میں پوشیدہ کر رکھا ہے تاکہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں ان کی طلب اور ہمت بڑھے اور پچھلی آخری راتیں اس کی تلاش میں قیام و عبادت اور دعا و مناجات میں گذاریں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور کمر کس لیتے تھے۔

احادیث کا زیادہ تر رجحان اسی پر ہے کہ شب قدر آخری عشرہ میں اور اس کے بھی آخری سات دنوں میں اور طاق راتوں میں ہے؛ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض کو آخری سات دنوں میں خواب میں شب قدر دکھائی گئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف اور گوشہ نشین ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے شب قدر پر حدیث و قرآن اور تجربہ و وجدان دونوں حیثیتوں سے کلام کیا ہے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"جاننا چاہئے کہ شب قدر دو قسم کی ہیں ایک وہ جس میں کاموں کے فیصلے کئے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں قرآن مجید آسمان دنیا پر پورے کا پورا نازل ہوا اس کے بعد تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، یہ رات سال بھر میں صرف ایک بار آتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ رمضان ہی میں ہو، البتہ گمان غالب رمضان ہی میں ہونے کا ہوتا ہے، نزول قرآن کے موقع پر یہ رات رمضان ہی میں تھی۔

دوسری وہ ہے جس میں ایک قسم کی روحانیت محسوس ہوتی ہے۔ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں؛ مسلمان اس رات میں طاعت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے ایک دوسرے کو نفع پہنچتا ہے، فرشتے ان سے قرب حاصل کرتے ہیں، شیاطین ان سے دور بھاگتے ہیں؛ ان کی دعائیں اور طاعات قبول کی جاتی ہیں، یہ رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے، یہ مقدم مؤخر ہو سکتی ہے لیکن رمضان ہی میں رہتی ہے جس کی مراد دوسری رات ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں پائی ہے، رسول اللہ صلی اللہ کا ارشاد ہے کہ "میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے" ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ "یہ رات مجھے دکھائی گئی، میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں اور وہ اکیسویں شب تھی" اسی سلسلہ میں صحابہ کرام کا اختلاف دراصل مختلف وجدان پر مبنی ہے۔"

مسائل
زکوٰۃ و عیدالفطر

از: محمد عبدالسمیع ندوی

"اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے عنایت کی ہے کہ یہ بخل انکے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ بہت برا ہے انکے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلے میں وہ مال جس میں بخل کیا گیا تھا قیامت کے دن اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف و آگاہ ہے"

زکوٰۃ زکوٰۃ مال کے اس خاص حصے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق مستحقین کو دے کر انھیں اس کا مالک بنا دیا جائے۔ زکوٰۃ دینا فرض ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ نہ دینے والا فاسق اور ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب پر فرض ہے اور صاحب نصاب ہر وہ آزاد بالغ، عاقل مسلمان ہے جس کے پاس ۶۱۲ گرام ۳۵ سینٹی گرام چاندی یا ۸۷ گرام ۴۸ سینٹی گرام سونا ہو یا دونوں مل کر کسی ایک نصاب کے برابر ہوں یا ان میں سے کسی ایک کے برابر مال تجارت حاجت اصلیہ سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا موجود ہو اور اس مال پر پورا ایک سال گذر بھی چکا ہو

(۱) اگر کوئی آزاد نہیں غلام ہے، بالغ نہیں نابالغ ہے عاقل نہیں پاگل و مجنوں ہے یا مسلمان نہیں کافر و مشرک ہے یا صاحب نصاب نہیں فقیر و محتاج ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ یا کوئی صاحب نصاب تو ہے مگر اس کے مال پر پورا سال نہیں گزرا کہ مال کسی طرح سے ضائع ہو گیا یا خرچ ہو گیا یا اتنا خرچ ہو گیا کہ بقدر نصاب نہیں رہا تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں

اسی طرح کوئی شخص مالدار تو ہے مگر قرض دار ہے تو رقم قرض خواہ اس وقت ادا کی جائے یا نہ کی جائے محسوب کرنے کے بعد اگر بقدر نصاب مال رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ دی جائے گی ورنہ نہیں

اگر کسی کے پاس صرف چاندی ہے یا صرف سونا ہے اور وہ اپنے اپنے نصاب کے بقدر نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں

حاجت اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو گذر بسر میں کام آتی ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے تانبے، لوہے کے برتن رہائش یا کرایہ پر اٹھائے ہوئے مکان، کپڑے اور خانہ داری کا سامان پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کی کتابیں یہ سب سامان اگر تجارت کے لئے نہیں ہے تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں

سال سے مراد قمری سال ہے۔ درمیان سال میں مال کم ہو گیا مگر سال ختم ہونے سے پہلے اللہ نے دے دیا تو زکوٰۃ فرض ہے — اسی طرح اگر درمیان سال میں مال زیادہ آ گیا تو اس پر پوری پوری زکوٰۃ دینا ہوگی

قرض سے مراد بندوں کا قرض بھی ہے اور اللہ کا قرض بھی مثلاً کسی پر پچھلے سال کی زکوٰۃ باقی ہے تو وہ اللہ کے قرض میں شمار ہوگا۔ کوئی مال کھو گیا یا چوری ہو گیا یا گر گیا یا دفن کر کے بھول گیا یا قرض دار سے ملنے کی امید نہیں، تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

سونا چاندی میں سونے چاندی کے زیور، برتن گوٹہ، ٹھپہ، لچکا، روپیہ پیسہ، مہر، اشرفی، نوٹ سب شامل ہیں چاہے یہ چیزیں رکھی ہوں یا کام آتی ہوں

مالِ تجارت، بڑھنے والے مال کو کہتے ہیں یعنی اگر وہ مال کسی تجارت میں لگا دیا جائے تو سال بھر میں کچھ فائدہ ہو رہے جیسے غلہ، کرانہ، بساط خانہ، چمڑا، بانس، بکی، کتابیں شکر، گڑ یا گھی وغیرہ کی تجارت، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ تجارت کی نیت سے مال خریدا گیا ہو۔ اگر کسی ضرورت سے خریدا اور بعد میں بیچنے کا ارادہ کیا تو زکوٰۃ واجب نہیں

سونے چاندی اور مال تجارت میں زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔ مثلاً کسی کے پاس سو گرام سونا ہے تو اس پر ڈھائی گرام سونا، زکوٰۃ میں واجب ہے یا کسی کے پاس دو کلو چاندی ہے تو اس پر ۵۰ گرام چاندی، زکوٰۃ میں واجب ہے سونے کی زکوٰۃ سونے سے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے ادا کرنا چاہیے

تجارتی مال کی زکوٰۃ اس طرح دی جائے گی کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگاؤ پھر چاندی یا سونے کا نصاب قائم کر کے اس کے حساب سے ادا کرو

۱۔ کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے اور الگ الگ دونوں میں کوئی بھی بقدر نصاب نہیں ہے تو سونے کی قیمت کو چاندی سے یا چاندی کی قیمت کو سونے سے ملاؤ اگر وہ چاندی یا سونے کے نصاب میں سے کسی ایک کے برابر پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اگر سونا زیادہ ہے تو چاندی کی زکوٰۃ سے زکوٰۃ ادا کرے مثلاً کسی کے پاس ۴۰ گرام سونا اور ۲۰۰ گرام چاندی ہے اور سونے کا بھاؤ دو سو روپے فی ۱۰ گرام ہے اور چاندی ۵ روپے کی ۱۰ گرام ہے تو ۴۰ گرام سونے کی قیمت آٹھ سو گرام چاندی کے برابر ہوئی دو سو گرام چاندی اور ملائی ایک ہزار گرام چاندی ہوئی جس پر چالیسواں حصہ یعنی ۲۵ گرام چاندی زکوٰۃ میں دینا ہوگی

۲۔ کھوٹے سونے یا کھوٹی چاندی میں اگر کھوٹ والی شے میں سونا یا چاندی زائد ہے تو کل سونا یا چاندی قرار دے کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۳۔ بقدر نصاب مال کا مالک سال گذرنے پر کل زکوٰۃ ادا کرے یا سال گزرنے سے پہلے بھی جزو یا کل ادا کر سکتا ہے، اگر واجب سے زیادہ زکوٰۃ دیدی گئی تو آئندہ سال محسوب کی جا سکتی ہے

۴۔ یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ لینے والے کو بتایا جائے کہ یہ زکوٰۃ ہے خود نیت کرنا ضروری ہے کہ میں یہ مال زکوٰۃ میں دے رہا ہوں

۵۔ زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دے کر اس سے کہہ دیا کہ کسی مستحق کو دے دینا۔ اب اگر وہ شخص دیتے وقت

زکوٰۃ کی نیت نہ کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی

۶۔ غریب طالب علموں اور ایسے مذہبی اداروں کے مہتموں کے ذریعہ زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ جو حصول علم دین، تبلیغ و دعوت، نادار طلباء کے وظائف یا فقراء و مساکین پر خرچ کریں

۷۔ صاحب نصاب کو سید اور بنی ہاشم کو، کافر کو، ماں باپ، دادا دادی نانا نانی، بیٹے بیٹی، پوتے پوتی، نواسے نواسی، بیوی اور خاوند کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی، مال زکوٰۃ سے میت کا گور و کفن یا مسجد کی تعمیر جائز نہیں :۔

مسائل عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

عید الفطر کی دو رکعت نماز ہر مسلمان مرد بالغ، مقیم اور غیر معذور پر واجب ہے۔ عیدگاہ میں شہر سے باہر نماز ادا کرنا سنت ہے۔ مجبوری کی حالت میں شہر میں بھی جائز ہے عید الفطر کے دن (۱) حجامت بنوانا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا اچھے کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو سویرے اٹھنا محلہ کی مسجد میں جا کر فجر کی نماز ادا کرنا (۷) عیدگاہ جلد جانا (۸) عیدگاہ روانہ ہونے سے پہلے کوئی میٹھی چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا (۹) نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) پیدل عیدگاہ جانا (۱۱) جس راستے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے جانا مسنون و مستحب ہے

عید کی نماز میں دو رکعت ہوتی ہیں اور یہ نماز واجب ہے جس میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ عید کی نماز میں خطبہ سنت ہے، نماز کے بعد ہوتا ہے۔ عید کی نماز کا وقت آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ عیدین کی نمازوں میں اذان نہیں ہے

ترکیب نماز : امام کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ آخر تک پڑھو پھر امام کے ساتھ اللہ اکبر کہتے ہوئے دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھ لٹکتے ہوئے چھوڑ دو، تیسری مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو امام قرأت کرے گا تم سنتے رہو پھر وہ رکوع اور سجدہ میں جائے گا تم بھی جاؤ اس طرح پہلی رکعت پوری ہوئی دوسری رکعت میں امام پہلے قرأت کرے گا اور قرأت کے بعد تین بار تکبیر کہے گا تینوں بار ہاتھ لٹکتے ہوئے چھوڑ دئے جائیں چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور پھر دوسری رکعت پوری کرو نماز ختم کر کے امام دو خطبے پڑھے گا خاموشی کے ساتھ سنو آواز اگر نہ سنائی دے تو بھی باادب بیٹھے رہو، کیونکہ عید کا خطبہ سنت ہے اور اس کا سننا واجب ہے

رمضان المبارک کے اختتام پر روزہ کھولنے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر جو صدقہ ادا کیا جاتا ہے اسے شرعی اصطلاح میں صدقہ فطر کہتے ہیں

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس کے پاس ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو سکتی ہے خواہ سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

افضل یہ ہے کہ قبل نماز عید صدقہ فطر دیدے اگر پہلے نہ دیا تو بعد نماز سہی اور عید کے دن نہ دیا تو پھر کسی بھی دن دے دے، صدقہ فطر بغیر دیئے ساقط نہیں ہوتا۔ جس پر صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے اس کو اپنی طرف سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے (اگر وہ صاحب نصاب نہ ہوں) صدقہ فطر دینا چاہیے

صدقہ فطر میں ہر قسم کا غلہ اور قیمت دی جا سکتی ہے اگر گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو دے تو فی کس ایک کلو ۶۷۰ گرام دے۔ اگر کھجور، منقیٰ، جَو یا اس کا آٹا اور ستو دے تو گیہوں وغیرہ کے وزن سے دوگنا دینا چاہیے، اگر کوئی دوسرا غلہ دے جیسے چنا، جوار، باجرہ وغیرہ تو اتنا دے کہ اس کی قیمت مذکورہ گیہوں یا جَو کی مقدار کی قیمت کے برابر ہو جائے

جن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان کو صدقہ فطر بھی دے سکتے ہیں

خریداروں سے ایک گذارش !

خریداران تعمیر حیات سے گذارش ہے کہ وہ دفتر کو صاف اور انگریزی کے بڑے حروف میں اپنے پتے ارسال کریں، اور اگر مستقل پتہ میں کوئی تبدیلی کرنی ہو تو اسے بھی نشان زد کریں تاکہ اگلی طباعت میں اس کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور حوالہ خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(منیجر)

نگران اعلیٰ:
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلس ادارت:
نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دھلی میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" سے ندوہ لکھنؤ کے لئے شائع کیا۔

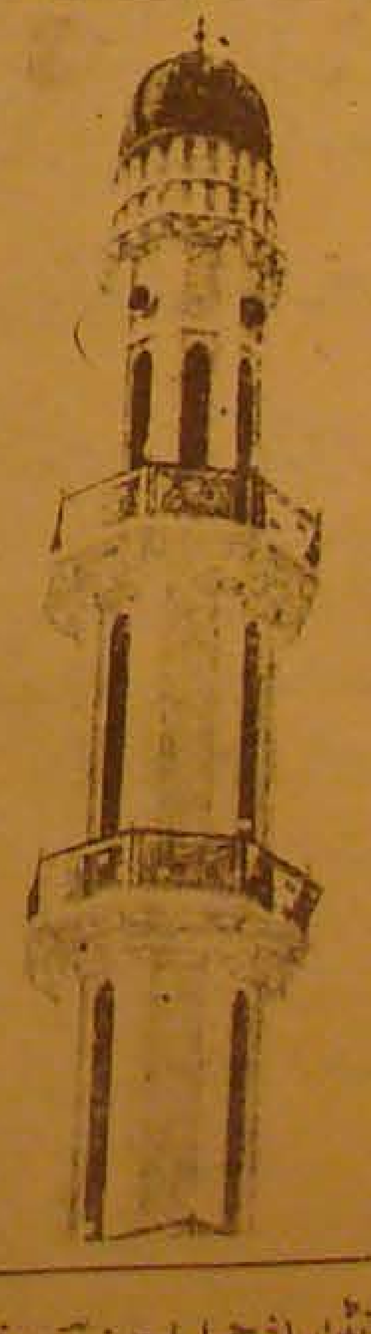

پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دھلی میں طبع کرا کر دفتر تعمیر حیات سے ندوہ لکھنؤ کے لئے شائع کیا۔

کیا بھولیں، کیا یاد رہے — اخلاقی قدروں سے،

(مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی، مدیر "البعث الاسلامی" ندوۃ العلماء لکھنؤ)

یہ تقریر ۱۹ر جون کو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے نشر ہوئی جسکی افادیت واہمیت کی وجہ سے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

انسانی زندگی کا امتیاز دراصل ان اخلاقی قدروں سے ہے جن کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا اور فرشتوں کے مقابل میں بھی اسے عالی مقام بنایا گیا، آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زندگی کو اخلاق کے اس بے مثال جوہر سے الگ کر دیجئے اور دیکھئے کہ آپ میں اور عام جانور میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے، فرض کیجئے کہ آپ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنے لگیں اور ان کے جان و مال کے لئے خطرہ بن جائیں اور لوگ آپ سے ڈرنے اور دور بھاگنے لگیں تو آپ کو دنیا کن الفاظ سے یاد کرے گی۔ اور آپ میں اور ایک بلند اخلاق انسان میں کیا نسبت باقی رہ جائے گی۔

اخلاقی قدروں ہی کے طفیل انسان ایک عظیم شخصیت بنتا ہے اور عظمت و بلندی کا تاج اس کے سر پر جلوہ آرا ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جس ذات نے انسان کو پیدا کیا ہے اسی نے اخلاقی قدروں کو بھی انسانیت کی سربلندی کا زیور بنا کر نازل کیا ہے اور انسان روز اول سے اخلاقی قدروں کے ساتھ وابستہ ہے اور دونوں میں لازم و ملزوم کا رشتہ ہے نبی اسلام کا امتیازی وصف سب سے بڑی آسمانی کتاب قرآن میں بتایا گیا ہے کہ اے نبی! آپ اخلاق کے عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں۔

انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ وہ اپنے مقام سے واقف نہیں تھا، اخلاق کی روشنی سے وہ محروم تھا اس میں اور جنگل کے درندوں میں کوئی فرق نہ تھا، طاقتور انسان کمزور انسان کا خون بہاتا تھا، اسکی عزت، اسکی جان، اس کا مال ہر چیز کی وہ بے حرمتی کرتا تھا بالکل اسی طرح جس طرح جنگل کا بڑا جانور چھوٹے کو کھا جاتا ہے اور طاقتور کمزور کو دبا دیتا اور مار ڈالتا ہے لیکن زندگی کا یہ طریقہ بالکل غیر فطری تھا اور زیادہ دنوں تک اسکا برقرار رہنا قانون فطرت کے خلاف تھا،

یہیں سے اخلاقی قدروں کا دور شروع ہوا، انسان کی عظمت دوبالا ہوئی، انسانیت کو سربلندی نصیب ہوئی، اور چھوٹے کے ساتھ بڑے کو شفقت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا، چھوٹے کو بڑے کے ساتھ عزت و تعظیم کا معاملہ کرنے کو کہا گیا، انسانوں کے باہمی حقوق کا تعین کیا گیا، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے الگ الگ حقوق بتائے گئے، والدین کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق والدین پر، بیوی کا شوہر پر اور شوہر کا بیوی پر، پڑوسی کے حقوق پڑوسی پر دوست کا حق دوست پر، گھر کے اندر کی زندگی میں حقوق کی حدیں مقرر ہوئیں، باہر کی زندگی میں معاملات کی تفصیلات واضح کی گئیں، اسی کے ساتھ زبان کی برائیوں، دل کی بدگمانیوں، نظر کی کوتاہیوں اور دو رنگی کے معصیتوں سے آشنا کیا گیا، جھوٹ، غیبت، حسد، بدگمانی دل کے کھوٹ اور دوسروں کو حقیر سمجھنے اور غرور و گھمنڈ کی لعنتوں سے روکا گیا۔

نبی اسلام نے ۲۳ سال تک محنت کر کے اور زندگی و سماج کی برائیوں کا خاتمہ کر دینے کے بعد ایک نمونہ کی سوسائٹی قائم فرما کر دنیا کو اخلاقی قدروں کی اہمیت سے آشنا کر دیا تھا، لیکن انھوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو عظیم الشان تقریر فرمائی اس میں بار بار ان اخلاقی قدروں پر کاربند رہنے اور ان کو زندگی میں نافذ کرنے پر زور دیا ہے۔

"اے لوگو! جس طرح آج کے دن کی، اس مہینہ اور اس شہر کی عزت کرتے ہو اسی طرح ایک دوسرے کے جان و مال کی عزت کرو اور اس کو اپنے اوپر حرام سمجھو، دوسروں پر ظلم نہ کرو، خبردار میرے بعد تم لوگ سچائی کے راستے سے بھٹک نہ جانا، آپس میں خون خرابہ نہ کرنا، عورتوں کے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آنا، غلاموں سے اچھا سلوک کرنا، غذا و لباس میں ان کے ساتھ کسی قسم کی تفریق نہ برتنا، ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا، اے لوگو! جو کام کرو سچے دل سے کرو آپس میں خیرخواہی کا جذبہ رکھو اور ایکتا و اتحاد کی راہ سے ہرگز نہ بھٹکو"

دیکھنے میں تو یہ ایک مختصر سی نصیحت ہے لیکن اس میں اخلاقی تعلیمات کا ایک سمندر موجزن ہے اور دنیا نے بار بار تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ ان اخلاقی تعلیمات میں زندگی کی خوشیوں، اور دنیا میں امن و خوشحالی کا راز مضمر ہے، جب بھی انسانوں نے ان تعلیمات کو سینے سے لگایا اور اندر و باہر کی زندگی میں، انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں اُن پر عمل درآمد شروع ہوا تو انسانی معاشرہ امن و خوشحالی کی نعمتوں سے سرفراز ہوا، آدم کی اولاد نے سکون و مسرت کی عظیم دستوں میں زندگی بسر کی، اور دنیا کو جنت نشاں بنایا؛

اخلاقی قدریں جب بھی انسانی زندگی پر اثر انداز ہوئیں اور انسانوں نے اخلاقی اصولوں کو اغراض اور ذاتی مفاد پر مقدم رکھا اس وقت ایک نمونے کا معاشرہ وجود میں آیا یا کم از کم اس معاشرہ کے افراد کو زندگی میں امن و استحکام نصیب ہوا، اگر آج کے معاشرے میں بھی ہم اپنے آپ کو بھول کر دوسروں کو یاد رکھیں، یا بالفاظ دیگر کچھ باتوں کو بھول کر کچھ باتوں کو یاد رکھیں تو بڑی حد تک معاشرہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور زندگی میں بےچینی اور بے یقینی کی کیفیت کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اگر ہم بھول جائیں کہ ہمارا حق دوسروں پر کتنا ہے اور ہم کس حد تک دوسروں کے احترام و تعظیم کے مستحق ہیں، اور ہمیں یہ یاد رہے کہ دوسروں کے کتنے حقوق ہمارے اوپر عائد ہوتے ہیں تو نمونے کی سوسائٹی قائم کرنے میں ہم بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عمر کی بڑائی، علم و فضل کی بلندی، آباء و اجداد کی عزت اور خاندان کی عظمت و ہیبت کو بھول کر اگر ہم یاد رکھیں کہ تکبر انسان کو ذلیل کرتا ہے، خاندان اور اپنے بزرگوں کی عظمت پر بھروسہ کرنے والا انسان کبھی کامیابی کی منزل تک نہیں پہونچ پاتا، تو سماج کی اکثر برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر ہم یہ بھول جائیں کہ ہم بہت کچھ ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ہم کچھ نہیں تھے تو بہت سی انفرادی اور اجتماعی خرابیاں معاشرہ کے اندر سے دور ہو سکتی ہیں۔

ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حسد ایک لعنت ہے، ظلم ایک گھناؤنی شکل ہے طاقت اور برتری کی، غیبت معاشرہ کا سب سے بڑا روگ ہے، اسی کے ساتھ ہم کو ان برائیوں کے ختم کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو بھی یاد رکھنا چاہیئے تاکہ ظلم کو ہر قیمت پر روک سکیں، جھوٹ پر ہر حال میں پابندی لگا سکیں، حسد، غیبت، بدزبانی، سخت خوئی، اور دو رنگی کی پالیسی کو ہر طرح سے مٹا سکیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ پڑوسی کا ہمارے اوپر کیا حق ہے، اگر وہ کمزور ہے تو اسے تقویت پہنچانے کے لئے ہم کو کس طرح کے کردار کا مظاہرہ کرنا ہوگا، اگر وہ غریب ہے تو اس کی کس طرح مدد کرنی ہوگی، اگر وہ بیمار ہے تو ہم کو اس کی کتنی فکر کی ضرورت ہوگی، اگر وہ مصیبت زدہ ہے تو اسکی مصیبت میں کس طرح ہاتھ بٹانا ہوگا اور اگر وہ طاقتور اور مالدار ہے تو ہمیں کس طرح اس سے معاملہ کرنا ضروری ہوگا، اسی طرح ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی ذاتی مصروفیات اور مادی مشاغل سے وقت نکال کر ہم اپنے خدا کی طرف بھی متوجہ ہوں اور اسی کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی کسی حد تک قربانی دیں، ہمیں نہ بھولنا چاہیئے کہ اس کی دی ہوئی دولت میں اس کے کمزور اور غریب بندوں کا بھی حق ہے اور اس کی بخشی ہوئی صحت و طاقت سے کمزوروں کو سہارا دینے اور اسی کی راہ میں

(بقیہ ص ۱۱ پر)

عالم اسلام کا رمضان المبارک

عبد الخالق اعظمی

رمضان المبارک کا استقبال عالم اسلام میں یکساں طور پر مسرت و احترام اور تیاریوں کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن (ہر ملکے و ہر رسمے) لوگوں کے کھانے پینے کا مذاق، شب بیداری کے طریقے، افطاری کے لوازم مختلف ہوتے ہیں۔ امسال دار العلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں مقیم بعض اساتذہ اور طلبہ کی مدد سے عالم اسلامی کے رمضان کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے، امید ہے کہ تعمیر حیات کے قارئین اس سے لطف اندوز ہوں گے کہ

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوقؔ اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

ہم اس مضمون کا آغاز اس مبارک سرزمین سے کرتے ہیں جہاں شب و روز کے ہر لمحہ نور و عرفاں کی بارش ہوتی ہے جہاں سے رشد و ہدایت کی کرن نمودار ہوئی اور انسان کو انسانیت کا درس ملا، میں نے حرمین شریفین کے رمضان المبارک کے سلسلہ میں اپنے مشفق استاذ ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء سے رابطہ قائم کیا جنھوں نے اپنی زندگی کے قیمتی و حسین لمحات، وہاں کی دلکش فضا میں گذارے ہیں فی الحال وہ اپنے مادر علمی (دار العلوم ندوۃ العلماء) میں استاذ زائر کی حیثیت سے مقیم ہیں۔ ویسے آپ مکہ یونیورسٹی کے جید پروفیسر ہیں وہیں سے ندوۃ العلماء کے لئے مبعوث ہو کر تشریف لائے ہیں آپ نے حرمین شریفین کے رمضان کے متعلق فرمایا:-

"حرمین شریفین اور دوسرے ممالک کے رمضان میں خاص فرق یہ دیکھا کہ وہاں شاذ و نادر کوئی بے روزہ رہتا ہوگا ملک کے اصل اور قدیم باشندے عام طور سے روزہ کی پابندی اور رمضان کا احترام کرتے ہیں۔ اب چند برسوں سے حالات بدل گئے ہیں غیر ملکی اہل وطن سے تعداد میں کئی گنا زیادہ ہیں ان میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ ہیں، کچھ لوگ تو قابل رشک حد تک صوم و صلاۃ کے پابند ہیں حرم شریف سے ان کا زندہ تعلق ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی نگاہ میں صرف عارضی دولت اور بیرون ملک کے درامد کئے ہوئے سامان کا حصول ہی سب کچھ ہے لیکن بہر حال تقاضی رنگ ابھی تک غالب ہے اور مقامی رنگ میں شریعت کا احترام، عبادات کی عظمت شعائر اللہ کی حرمت میں داخل ہے، میں نے دیکھا ہے کہ وہ نوجوان جنھوں نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کر رکھا تھا بعد میں وہ ایرفورس یا بحریہ کے افسر بن گئے وہ بھی رمضان میں چھٹی لے کر تراویح سننے یا سنانے آجاتے ہیں۔

تراویح کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں جو دو امام مل کر پڑھاتے ہیں یعنی ایک امام دس رکعت کی امامت کرتا ہے اور دوسرا دس رکعت، حرمین کے علاوہ ملک کی تمام مساجد میں التزام کے ساتھ بیس رکعت پڑھائی جاتی ہے عشرۂ اخیر میں شب ۲۱ر سے لے کر شب ۲۹ر تک تہجد کی باجماعت نماز ہوتی ہے جس میں پورا قرآن ختم کیا جاتا ہے۔ آٹھ رکعتوں میں تین پارے پڑھے جاتے ہیں مگر بہت اطمینان کے ساتھ اس طرح کہ ایک ایک آیت اور آیت کا ایک ایک لفظ واضح طور پر مخارج اور اعراب کی رعایت کے ساتھ ادا ہوتا ہے پھر رکوع اور سجدوں میں خاصا وقفہ لگتا ہے ہر تسبیح (سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی) کم از کم تیس مرتبہ ایک نمازی پڑھ سکتا ہے، یہ نماز عموماً چار ساڑھے چار گھنٹے پر ختم ہوتی ہے، اس کے بعد لوگ سحور کے لئے جاتے ہیں چونکہ حرمین شریفین میں ہر ملک اور ہر رسم و رواج کے مسلمان ہیں، ہر ایک کا مذاق علاحدہ ہے اس لئے یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ سحری میں لوگ کیا کھانا پسند کرتے ہیں، البتہ افطار میں کھجور اور زمزم کے سوا کچھ اور پسند نہیں کیا جاتا، بعض لوگ اپنے وطن کے ذوق کے مطابق سموسے پھلکیاں اور پیاز اور بیسن سے بنی ہوئی مختلف قسم کی چیزیں کھایا کرتے ہیں، حرمین کے اصل باشندے (شربہ) کو رمضان کی خاص غذا سمجھتے ہیں۔ (شربہ) کہتے ہیں نمکین دلیا کو جو کافی دیر تک آگ پر رکھکر گلایا جاتا ہے اس میں گوشت کی بوٹیاں بھی ہوتی ہیں اوپر سے لیمو ڈال کر چمچوں سے پیتے ہیں کہا جاتا ہے کہ رمضان کے لئے بہترین غذا ہے۔ وزن کے لحاظ سے ہلکی مزے کے لحاظ سے لذیذ، اور غذائیت کے لحاظ سے بہت بھرپور اس کے علاوہ اللہ نے جس کو جو دیا ہے شکر کر کے کھاتا اور کھانے سے زیادہ کھلاتا ہے، عام طور پر اہل حرمین رات جاگ کر گزارتے ہیں، ادھر گزشتہ دس سال سے حکومت نے روزے میں دن کو کام کرنے کی اجازت دیدی ہے اور سرکاری دفاتر روزے میں دن کو کھلنے لگے ہیں اس سے پہلے تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر تجارتی مراکز رات ہی کھلا کرتے تھے، تراویح کے بعد سے تہجد تک کام ہوا کرتے تھے، اگر آپ کو کوئی پارسل چھڑانا، رجسٹری کرنا جو بھی کام ہو وہ دن میں نہیں ہو سکتا تھا تراویح کے بعد ہی ممکن تھا لیکن اب اس نظام میں فرق آگیا ہے، دن ہی میں کاروبار ہوتا ہے البتہ کارکردگی کے اوقات میں دو گھنٹے کم کر دئے گئے، حرم کعبہ میں افطار سے پہلے طواف اور طواف کے بعد ملتزم دور تک دعائیں کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے، کسی کی آنکھ سے آنسو جاری، کسی کی آنکھ ڈبڈبائی ہوئی، کوئی استغفار کی رٹ لگا رہا ہے تو کوئی یا رب کی صدا لگا رہا ہے، کوئی سر جھائے دل کی زبان سے کچھ کہہ رہا ہے، شانے جھکے ہیں آنکھیں بند ہیں، آنسو رواں ہیں، اور نہ جانے وہ اپنے رب سے کیا کہہ رہا ہے اتنے میں اذان شروع ہوتی ہے زمزم کے آب خورے اور گلاس لے کر ایک دوسرے کی تواضع کرتے ہیں، ایک دوسرے کو کھجورے دیتے ہیں ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھ کی چند کھجوروں میں کوئی شریک ہو جائے۔

نیز مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ میں ایک سن رسیدہ عرب کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ ملتزم کے پاس کھڑے ہوئے "برحمتک استغیث یا رب" کی رٹ لگا رہا ہے اور وہ کافی مقدار میں زمزم کی صراحیاں لئے ہوتے تھے اس کے سرے پر جو کنڈہ ہوتا ہے وہ اپنی انگلیوں میں پھنسا لیتے تھے کچھ سینے پر دبائے ہوتے کچھ کہنیوں سے سہارا دے کر روکے ہوئے کھڑے رہتے اور اور جیسے ہی اذان شروع ہوتی ہر ایک کو (شربہ) صراحی سے زمزم کا پانی پیش کرتے، دو سال ہوئے کہ انھیں پہلی رمضان کو اپنے معمول کے مطابق نہیں پایا مگر ان کی جگہ دوسرے نوجوان کو دیکھا نماز کے بعد اس نوجوان کو تلاش کر کے پوچھا کہ وہ شخص جو گزشتہ سال زمزم پلا رہا تھا کہاں گیا؛ لڑکے نے مسکرا کر جواب دیا، "الی جنۃ الخلد انشاء اللہ" بعد میں معلوم ہوا کہ پورے ۴۲ سال تک ان کا یہی معمول رہا اس میں کبھی تخلف نہ ہوا۔ مجھے نہ ان کا نام معلوم ہے اور نہ یہ معلوم کہ وہ حجاز کے کس علاقہ کے رہنے والے تھے صرف ان کا چہرہ نگاہوں میں اب بھی گھوم رہا ہے اور کان پر ان کا بار بار (برحمتک استغیث یا رب) کہنا گونج رہا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ الابرار والصالحین وحشرنا مع امثالھم۔

حرمین شریفین کے بعد میں آپ کو انڈونیشیا کی سیر کراؤں وہ انڈونیشیا جسے جنۃ من جنات الدنیا کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا شعراء و ادباء اندلس کی جھیلوں و آبشارے و باغات کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوئے کہ انھوں نے اسے جنۃ من جنات الارض کا خطاب دیدیا، اسی طرح کوئی ادیب و شاعر انڈونیشیا کو دیکھ کر اس کی صفائی و ستھرائی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بلکہ برملا کہنے پر مجبور ہوگا اتنا ہی منظر، اس کی گلیاں، سڑکیں، دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔

سڑکیں ہیں کہ بلوری شیشہ بھی اس کے مقابل آنے میں شرمائے۔

اس سرزمین پر بہار کے رمضان المبارک کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل معلومات میں نے اپنے ایک مخلص دوست احمد الحسینی الانڈونیسی سے حاصل کی ہیں جنھوں نے ندوۃ العلماء سے اسی سال عالمیت کا امتحان پاس کر کے اپنے کو ندوی کہلانے کا مستحق بنا لیا ہے۔

انھوں نے بتایا انڈونیشیا میں مسلمان اس مبارک مہینہ کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں اور اسمیں صوم و صلوٰۃ کی بہت حد تک پابندی کرتے ہیں۔ علماء و مصلحین لوگوں کو مختلف موقعوں سے اس ماہ کی اہمیت بتاتے اور اس کے فضائل و برکات سے روشناس کراتے ہیں۔

وہاں اور یہاں کے رمضان المبارک کے بارے میں انھوں نے کوئی بین فرق نہیں بتایا البتہ ایک بات جو قابل ذکر بھی ہے اور قابل افسوس بھی کہ وہاں تراویح میں پورا قرآن نہیں ختم کیا جاتا بلکہ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں "الم ترکیف" غالباً اس کی وجہ یہ ہو گی کہ وہاں حفاظ کی کمی ہے یہ وہیں کی بات نہیں بلکہ عالم اسلام کے اکثر ملکوں میں قرآن مجید حفظ کرنے کا اہتمام کم بلکہ نہیں کے درجہ میں ہے۔ اس لئے وہاں کے علماء اور دعوت کا کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ اس کی طرف توجہ دیں اور خاص اہتمام کریں۔

وہاں شہر کی اکثر مسجدوں میں بیس رکعت تراویح ہوتی ہے کیونکہ وہاں کے اکثر لوگ امام شافعیؒ کو مانتے ہیں، البتہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں اور اپنے کو سلفی عقائد کا گردانتے ہیں وہاں کے نوجوانوں کے سلسلہ میں تو ایک تعجب خیز بات بتائی شاید سنکر آپ کو بھی تعجب ہو بلکہ سنکر دینی حمیت بھڑک اٹھے، کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں مسجد کی حرمت اب بھی باقی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ انڈونیشیا کے اکثر نوجوان تراویح پڑھنے آتے ہیں تو ساتھ میں سگریٹ بھی لاتے ہیں اور مسجد میں دل کھول کر پیتے ہیں اور تراویح کے ختم ہونے کے بعد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے ملتے اور آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

افطار عام طور سے لوگ کھجور اور ٹھنڈے پانی سے کرتے ہیں جب کہ وہ غیر رمضان میں گرم پانی پینے کے عادی ہیں۔ افطار کے بعد مغرب کی نماز ادا کرتے ہیں نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھاتے ہیں کھانے میں زیادہ تر چاول استعمال کرتے ہیں، کیونکہ وہاں کی عام غذا چاول ہے البتہ اتنا اہتمام ضرور کرتے ہیں کہ چاول کو طرح طرح سے پکاتے اور اس کے ساتھ کئی طرح کا سالن بھی استعمال کرتے ہیں۔

سحور میں نوجوان، لوگوں کو بیدار کرنے کا کافی اہتمام کرتے ہیں نوجوانوں کی ایک ٹیم ڈھول تاشا لے کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے لوگوں کو بیدار کرتی ہے جس طرح ہندوستان میں کہیں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ لوگوں کو بیدار کیا جاتا ہے تو کہیں گھنٹے کی آواز سے۔

غرضیکہ اس ماہ مبارک کی آمد پر وہاں کے مسلمان افطار و سحر میں کافی اہتمام کرتے ہیں خاص طور پر عشرۂ اخیر میں کثرت سے عبادت کرتے ہیں۔ لیلۃ القدر کا تو خاص اہتمام ہوتا ہے۔ لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور اپنے پالنہار سے اپنا تعلق مضبوط و استوار کرتے ہیں۔ جہاں یہ سب خوبیاں ہیں وہیں ایک خامی بھی ہے کہ وہاں کے وہ مسلمان جو بڑھئی، لوہاری، معماری کا کام کرتے ہیں وہ روزہ نہیں رکھتے۔

لیجئے اگلے ہاتھوں یوگنڈہ کے رمضان المبارک کے متعلق بھی مختار سے سنتے چلئے۔ یوگنڈہ (افریقہ) میں مسلمان رمضان المبارک کا خاصہ اہتمام کرتے ہیں شاذ و نادر ہی کوئی بے روزہ رہتا ہو ملک کے اکثر مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور ملازم پیشہ حضرات اپنی تنخواہوں سے کچھ پیسے بچا کر رمضان المبارک کے لئے خاص کر لیتے ہیں تا کہ ماہ مبارک کی حقیقی لذتوں سے بہرہ ور ہو سکیں، علمی مجالس میں شریک ہوتے اور علماء کے وعظ سے مستفید ہوتے ہیں۔ تاجر حضرات تو اس ماہ میں تجارت کرنا ہی ترک کر دیتے ہیں۔ وہاں کا ہر مسلمان اس ماہ مبارک میں ایک مرتبہ لوگوں کی دعوت کرتا ہے اور لوگ جشن مناتے ہیں۔

وہاں دو مسلک کے ماننے والے پائے جاتے ہیں ان میں کچھ امام مالکؒ کو مانتے ہیں تو کچھ امام شافعیؒ کو۔ اس لئے کہیں پر تراویح ۲۰ رکعت ہوتی ہے اور کہیں دس رکعت۔ یہاں بھی اکثر مسجدوں میں پورا قرآن نہیں ختم کیا جاتا بلکہ (الم ترکیف) ہوتی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہاں حفظ قرآن کا کوئی خاص اہتمام نہیں اور نہ اس کے لئے کوئی مدرسہ اور مکتب ہے۔ یوگنڈہ میں لوگ افطار اجتماعی طور پر کرتے ہیں۔ جو لوگ مسجد کے قریب ہوتے ہیں وہ تو مسجد میں افطار کرتے ہیں البتہ جو لوگ مسجد سے دور رہتے ہیں وہ ایک جگہ افطار کے لئے موٹے موٹے شاہی ٹکڑے۔ پکا ہوا کیلا لا کر اجتماعی طور پر افطار کرتے ہیں۔ غرضیکہ یوگنڈا میں ماہ مبارک کا کافی احترام کیا جاتا ہے حتیٰ کہ ماہ مبارک کی آمد آمد پر سینما گھر، شراب خانے، کھانے کے ہوٹل بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور کافی حد تک جماعت کی پابندی کرتے ہیں۔

ملاوی کے رمضان کے متعلق بھائی محمد ادریس نے بتایا جو دار العلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں میں رمضان المبارک کی آمد آمد خوشی اور شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے، مسلمان رمضان المبارک کا حد درجہ احترام کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کی اکثر راتیں جاگ کر گزارتے ہیں، شب قدر کا تو خاصا اہتمام ہوتا ہے اس دن دعوتیں ہوتی ہیں، پوری رات دعا و استغفار میں گذارتے ہیں۔ وہاں کے اکثر لوگ امام شافعیؒ کو مانتے ہیں اس لئے بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہے۔ تراویح میں پورا قرآن نہیں پڑھا جاتا بلکہ الم ترکیف ہوتی ہے اس لئے کہ وہاں بھی حفاظ کا اہتمام نہ ہونے کے برابر ہے۔

نائجیریا کے رمضان المبارک کے متعلق بھائی عبد العزیز نے بتایا جو دار العلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم ہیں کہ نائجیریا میں مسلمان رمضان المبارک کی آمد سے قبل مسجدوں کی صفائی کراتے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو مبارکباد کا پیغام بھیجتے ہیں اور رمضان المبارک کے استقبال کے لئے اپنی روزمرہ کی آمدنی سے کچھ بچا کر رکھتے ہیں تا کہ رمضان المبارک چین و سکون سے گذار سکیں۔ اس ماہ مبارک میں افطار و سحر کا کافی اہتمام کرتے ہیں۔ وہاں مسلمان افطار اجتماعی طور پر کرتے ہیں، افطاری باری باری مختلف لوگوں کے گھروں سے آتی ہے جس سے پورے مہینہ بھائی چارگی اور یگانگت کا ماحول رہتا ہے، وہاں کے اکثر باشندے امام مالکؒ کو مانتے ہیں اس وجہ سے تراویح دس رکعت پڑھی جاتی ہے۔ تراویح میں پورا قرآن ختم نہیں ہوتا بلکہ الم ترکیف اکثر مسجدوں میں پڑھی جاتی ہے اس کی وجہ بھی وہی ہے جو میں نے پہلے بتایا کہ بر اعظم افریقہ کے اکثر ملکوں میں حفظ قرآن کا اہتمام کم ہے اس کے لئے کوئی خاص مکتب و مدرسہ نہیں۔ تراویح کے بعد وعظ ہوتا ہے جس میں کوئی عالم دین فضائل رمضان اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے اور لوگوں کو نماز کی پابندی اور شعائر اللہ کی حرمت کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے۔

ملیشیا کے بھائی محمد صالح نے بتایا جو یہیں کے ... طالب علم ہیں کہ ملیشیا میں بھی اس ماہ کا کافی اہتمام ہوتا ہے کھانے کے ہوٹل بند کر دئے جاتے اور سینما گھر بھی بند کر دئے جاتے ہیں۔ اس ماہ مبارک کا اس قدر پاس و لحاظ کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص دن یا ہوٹل میں کھانا ہوا پکڑا گیا تو حکومت اس کے خلاف سخت کارروائی کرتی ہے، وہاں تراویح ۲۰ رکعت پڑھی جاتی ہے۔ تراویح میں دوسرے ملکوں کی طرح وہاں بھی اکثر مسجدوں میں الم ترکیف ہوتی ہے، اور تراویح کے بعد ایک خاص قسم کا حلوہ لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے جسے لوگ لے کر خوشی خوشی گھر کو لوٹ جاتے ہیں۔ وہاں شب قدر کا بے حد اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس شب ایک خاص جلسہ ہوتا ہے جس میں اس شب کی اہمیت بیان کی جاتی ہے اور اجد ھانی کوالالمپور میں اس شب حفظ و قرات کا ایک عالمی مقابلہ ہوتا ہے جس میں دنیا کے مختلف گوشوں کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

غرضیکہ رمضان المبارک کے موقع پر مسرت و شادمانی کے اثر انگیز مناظر عالم اسلام میں ہر جگہ نظر آتے ہیں لیکن حرمین شریفین کے رمضان میں ایک عجیب کیف و سرور ہوتا ہے وہاں حرم کعبہ اور مسجد نبوی کا وجود مسرت و شادمانی کے اثر انگیز مناظر میں اضافہ کر دیتے ہیں اور ایسی روح ڈال دیتے ہیں کہ غموں کا مارا اور زخموں سے چور انسان بھی مسکرا اٹھے سوتے جذبات جاگ اٹھیں اور افسردگی اور پژمردگی کی شکار امنگوں میں زندگی کی لہر دوڑ جائے۔

وداعِ ماہِ رمضان!

نیاز احمد بستوی ندوی

گیارہ ماہ کے شدید انتظار کے بعد رمضان کا مبارک مہینہ جو اپنی فضیلت کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے آیا اور بڑی آن بان کے ساتھ آیا اپنے ساتھ رحمت بے پایاں بھی لایا۔ اس کی اہمیت وفضیلت کی وجہ سے دنیا کے مسلمان اس کی تیاریاں ماہ شعبان المعظم ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔ ماہ مبارک کے آتے ہی مسلمانوں کے دلوں کی دنیا بدل گئی۔ اگر کوئی پہلے کبائر میں ملوث تھا تو اس ماہ مبارک میں اس سے اجتناب کرتا رہا، اگر مکروہات اور نامناسب چیزوں سے پرہیز نہ کر پاتا تھا تو اس بابرکت اور رحمت والے مہینہ میں اس سے دور رہنے کا پورا التزام کیا، اگر کسی سے رمضان کے علاوہ دنوں میں نوافل، توبہ واستغفار میں سستی اور کوتاہی ہو جایا کرتی تھی تو اس مبارک مہینہ میں ایک ایک دن میں نفل نمازوں کی کئی کئی رکعتیں ادا کرتا رہا اور توبہ واستغفار ایک بار نہیں سیکڑوں بار کرتا رہا۔ اگر وہ غیر رمضان میں راہ خدا میں کچھ کم خرچ کرتا تھا تو اس مہینہ میں اپنی وسعت کے مطابق دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ اگر غیبت گالی گلوچ، اس کا تکیہ کلام تھا تو اس ماہ مبارک کے احترام میں اس سے پورے طور پر اجتناب کیا اور ناجائز جگہوں پر نظر ڈالنے گھومنے پھرنے سے پرہیز کیا۔

رمضان کے اس مبارک مہینہ میں قدرت کی رحمت کاملہ پوری طرح متوجہ تھی، دریائے رحمت جوش پر تھا، توبہ ومغفرت کے دروازے کھلے ہوئے تھے بلکہ ہر صبح کو خدا کا منادی پکار کر کہتا کہ ہے کوئی گناہوں سے توبہ کرنے والا، بخشش چاہنے والا کہ میں اس کو بخش دوں، چنانچہ یہ دیکھا گیا کہ اللہ کے مخلص اور نیک بندوں نے اپنے ہاتھوں کو اٹھا اٹھا کر، راتوں کو جاگ جاگ کر اور آنسو بہا بہا کر خوب خوب دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنے دامنوں کو بھر لیا۔ اپنی مغفرت کے لئے اتنی دلجمعی کے ساتھ دعائیں کیں کہ اب ان کی مغفرت میں شبہ بھی باقی نہیں رہا۔

یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے اس ماہ مبارک کی جلوہ سامانیوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے ان ایام کو ذکر خداوندی، تلاوت قرآن پاک، نوافل وعبادات میں گزار کر آخرت میں نجات کا سامان کر لیا اور مقدس ہیں خدا کے وہ نیک اور برگزیدہ بندے جنھوں نے اپنے نفوس کا محاسبہ کیا اور ماضی کی عملی کوتاہیوں اور سستیوں پر اشک ندامت بہائے اور آئندہ کی باقی ماندہ زندگی کو احکام الٰہی پر پوری طرح عمل کرنے اس پر چلنے اور صرف خدا کا خالص بندہ ہو کر زندگی گزارنے کا عہد نو کیا۔

اس مبارک میں "جیسا کہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہے" اللہ پاک اپنا خاص فضل فرماتا ہے، منجملہ فضل خداوندی یہ بھی ہوتا ہے کہ ماہ مبارک کے آتے ہی مومنین کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، نفل نمازوں کا ثواب فرض نمازوں کے برابر کر دیا جاتا ہے، فرض نمازوں کا ثواب بڑھا کر ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ خدا کے راستے میں ایک پیسہ خرچ کرنے کا ثواب ستر پیسوں کے برابر ملتا ہے۔ سرکش شیاطین کو جو اور دنوں میں مومنین کو توبہ واستغفار سے روکتے رہتے ہیں اور خدا کی نافرمانیوں کی طرف رغبت دلاتے رہتے ہیں قید کر دئے جاتے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں جن مسلمانوں نے چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے پوری طرح بچنے کی سعی وکوشش کی اور خدا کے توفیق اور اس کی مدد سے بڑی حد تک کامیاب بھی رہے، اللہ جل جلالہ سے توبہ ومغفرت کی دعائیں کرتے رہے اور آخری عشرہ کی اہمیت وفضیلت کی وجہ سے اس کی طاق راتوں میں جاگ جاگ کر، رو رو کر، گڑگڑا کر خوب خوب دعائیں کیں اور اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کے لئے بارگاہ خداوندی میں درخواست پیش کرتے رہے انھوں نے اللہ کے فضل وکرم اور اسکی مغفرت وخوشنودی سے وافر حصہ پایا، مبارک ہیں ایسے مسلمان جنھوں نے اس ماہ مقدس میں ڈھکے چھپے کھلے مُندے اللہ کی راہ میں اس کے حکم کے مطابق اس کے رسول کے فرمان کے مطابق اپنی خوشیوں اور اپنی راحتوں میں دوسروں کو بھی شریک کیا۔

اور جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ خدا کی آخری کتاب قرآن حکیم اسی ماہ میں نازل ہوا تھا، جس کی ایک پوری سورہ ایسی ہے جس میں لیلۃ القدر کی اہمیت وفضیلت پوری طرح بیان کی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ "اس میں ایک ایسی رات ہے" "جس کی عبادت" "جو ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے"۔ افسوس! کہ یہ مبارک مہینہ جو مجاہدہ کا مہینہ تھا، زہد وعبادت کا مہینہ تھا اور اپنی خواہشات پر غلبہ اور قابو پانے کا مہینہ تھا، اور نفس کے عنان روکنے کا مہینہ تھا، اور اللہ کی خوشی کے لئے اپنی خوشیوں کو قربان کرنے کا مہینہ تھا اور جس مہینہ کا اختتام اللہ پاک نے اس خوشی کے دن پر کیا ہے جس کو عید کے نام سے مسلمان پکارتے ہیں جو رمضان المبارک کے اختتام کا اعلان ہوتا ہے، یہ مبارک مہینہ آیا اور بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ گزر گیا، آج اسے ہم الوداع کہنے پر مجبور ہیں۔

واقعی کیا شان تھی رمضان المبارک کی وہ آیا اور اپنے جلو میں ایک بہار لے کر آیا، خوشی ومسرت کی بہار ہر طرف چہل پہل مسجدیں آباد، مسلمانوں کے گھر کلام اللہ کی تلاوت سے گونجتے رہے، بچے ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورتیں ہر ایک کے اندر ایک کیف، ایک خوشی اور جذبہ مسرت تھا ہر شخص اپنے اندر ایک کیف وسرور محسوس کرتا تھا۔

ماہ مبارک آیا اور چلا گیا اور جن کو اس کی برکتوں سے اپنے دامن کو بھرنا تھا بھر لیا اب وہ پورے گیارہ ماہ بعد ہی آئیگا اور یہ آنے جانے، بہار وخزاں کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا، اس کی عمر بڑی لمبی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہماری عمروں کا، کیا حقیقت آج ہیں تو کل نہیں اور نہ جانے کتنے آج ہی خدا کے پیارے ہو چکے ہوں گے آپ نے بھی دیکھا کہ جو رمضان کے چند دنوں پہلے ہنس کھیل رہے تھے آج منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ گیارہ ماہ تو دور کی بات ہے ہم کو تو ایک پل کی بھی خبر نہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ عید کے دن جو انعام کا بھی دن ہے خوب دل کھول کر اخلاص کے ساتھ دعائیں کریں، اپنی مغفرت وبخشش کی دعائیں مانگیں، اس دن ہم جو بھی دعا کریں گے انشاء اللہ قبول ہوگی مگر اخلاص شرط ہے، اگر ہم نے اخلاص کا دامن نہ چھوڑا تو عید کے روز انشاء اللہ ہم بخشے بخشائے اپنے گھروں کو واپس جائیں گے۔ عید کے روز اللہ رب العزت اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان مخلص روزہ داروں کے روزے اور تراویح کے بدلے اپنی رضا ومغفرت بخش دی۔

اور عید گاہ کو دوگانے کی نماز ادا کرنے والے بندوں کو یوں خطاب فرماتا ہے میرے بندو! آج جو کچھ تم مانگنا چاہو مانگ لو میری عزت وبزرگی کی قسم آج تم اس موقع پر جو کچھ بھی مانگو گے وہ میں تم کو ضرور دوں گا اور دنیا کے متعلق جو تم دعا کروگے تو اس میں میں تمہاری خیر خواہی کے ساتھ بہتر فیصلہ کروں گا۔ میری قدرت وجلال کی قسم جب تک تم مجھ سے اچھی امید رکھو گے میں تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور میری عظمت وجلال کی قسم میں تمکو دوسروں کے سامنے رسوا نہ کروں گا، اب تم اپنے گھروں کو اس حال میں واپس جاؤ کہ تمہارے گناہ معاف ہو چکے ہیں تو نے رمضان کے اس مبارک مہینہ میں مجھ کو راضی کرنے کی کوشش کی "اس لئے اب میں تم سے راضی ہوں"۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو اخلاص کے ساتھ دعائیں کرنے اور اس دن سے پوری طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توسیع مسجد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء، عالم اسلام کا ایک بڑا علمی ودینی مرکز ہے جو حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں بفضلہ تعالیٰ اہم دینی وعلمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک، افریقہ، ملیشیا، تھائی لینڈ، یوگنڈہ، عمان، انڈونیشیا، تبت وغیرہ کے طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کی خوبصورت وعالیشان مسجد ابھی چند سال قبل توسیع کے مرحلہ سے گذر چکی ہے، جس میں اہل خیر حضرات نے دل کھول کر حصہ لیا تھا لیکن چند ہی برسوں میں طلبہ کی تعداد بڑھ جانے نیز جمعہ وعیدین میں قرب وجوار کے نمازیوں کی آمد کے سبب مسجد پھر بہت تنگ ہونے لگی، اکثر شامیانہ لگانا پڑتا ہے، باہر سے آئے ہوئے معزز مہمانوں نے بھی اس تنگی کو محسوس کر کے توسیع کی طرف متوجہ کیا مگر اس ہوش رُبا گرانی کے زمانہ میں اتنے بڑے کام کا شروع کرنا آسان نہ تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے بھروسہ پر بروز جمعہ ۲ر رجب سنہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۸ر مئی سنہ ۱۹۸۱ء بوقت اشراق حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دامت برکاتہم کے ہاتھوں اس مبارک کام کا آغاز کر دیا گیا، اللہ کے فضل وکرم سے توقع ہے کہ اپنے گھر کی توسیع کے مراحل آسان فرمائے گا، موجودہ گرانی کے دور میں یقیناً یہ ایک اہم اور بڑا کام ہے، جس کے مصارف کا تخمینہ پانچ لاکھ سے کچھ زائد ہے۔

زیر تعمیر اضافہ انشاء اللہ تین منزلہ ہوگا اور مسجد کے مسقف حصہ کے بقدر انشاء اللہ توسیع ہو کر نمازیوں کے لئے دوگنی گنجائش نکل آئے گی۔

دار العلوم کی مسجد کی تعمیر عام مسلمانوں کے تعاون سے ہی ہوئی تھی جس میں خواتین نے بھی ہمت اور حوصلہ سے حصہ لیا تھا، امید ہے کہ اہل خیر حضرات اس مبارک کام میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لیں گے۔

"مَنْ بَنَىٰ لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ"

ترجمہ: جس نے اللہ (کی عبادت) کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(جناب) مصباح الدین صاحب
معتمد مال

(مولانا) معین اللہ صاحب ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء

(مولانا) محب اللہ صاحب ندوی
مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء

نوٹ: منی آرڈر، چیک اور ڈرافٹ بھیجنے کا پتہ: ناظم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳، ندوہ۔ لکھنؤ

بقیہ ص: ۷

کچھ تھکنے اور وقت نکالنے کی بھی ذمہ داری ہم پر ہے۔

اگر حقیقت بیں نظروں سے آج کے بگڑے ہوئے معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو اس بگاڑ کا اصل سبب ہم کو یہی نظر آئے گا کہ اخلاقیات کے فطری عمل کو ہم نے روک دیا ہے، اور ان قدروں کو جو زندگی کو امن وخوشحالی کی ضمانت دیتی ہیں، ہم نے اغراض ومفاد کے محدود دائرے میں محصور کر دیا ہے، جہاں ہماری اپنی غرض ہو اور اپنا مفاد پیش نظر ہو وہاں ہم دوسروں کو ان اخلاقی قدروں کا سختی سے پابند دیکھنا چاہتے ہیں، اور جب دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لئے ان پر خود عمل درآمد کا وقت آئے تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم کہاں تک حسن اخلاق کے پابند ہیں اور زندگی میں کس حد تک اخلاقی قدروں کو نافذ کرتے ہیں۔

بقیہ ص ۱۴

مسلمانوں کا وہی دبدبہ، وہی شان اور اسلامی تہذیب کے مٹے ہوئے نقوش ابھر آئے اور اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

اس معرکہ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ اگر مسلمانوں نے اپنے دین اور تعلیمات رسول کو نظر انداز کر کے اپنی خواہشات کو مقصد اولیں بنا لیا تو شکست وہزیمت، ذلت ورسوائی ہی انھیں ملے گی، اور اگر خدا کے دین کی سربلندی، اسلام کی دعوت اور رسول کی سنت زندہ کرنا مقصود ہو تو فتح وکامرانی ان کے گلے لگے گی، نوید قرآنی بھی ہے،

"ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم"

فتوحاتِ اسلامی، رمضان میں

"معرکۂ زلاقہ"

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اس مقولہ کی صداقت میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر یہ طے شدہ امر ہے کہ فتح و کامرانی کے عوامل و اسباب کچھ اور ہوتے ہیں اور شکست کے اسباب کچھ اور یہ مکان و زمان کی تبدیلی کے باوجود یکساں رہتے ہیں۔

مسلمانوں نے صدیوں تک اندلس میں اسلامی تہذیب و تمدن کا چراغ جلایا اور مختلف علوم و فنون کو رائج اور عام کیا جس سے پورا "یورپ" متاثر ہوا اور ظلمت سے روشنی میں آیا مگر بعد کے ادوار میں زمام حکومت پر نااہل لوگ قابض ہو گئے، دینی شعائر کو پامال کیا ہوا و نفس میں گرفتار ہوئے بمختلف گروہوں اور جماعتوں میں بٹ گئے طوائف الملوکی عام ہو گئی اور ہر شہر خود مختار اور دوسروں کا مدمقابل بن گیا، اپنے مدمقابل کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے دشمنوں تک سے مدد لینے سے دریغ نہیں کرتے تھے مسلمانوں نے جن فرنگی بادشاہوں سے مدد لی ان میں سرفہرست "قشتالہ" کا بادشاہ الفونس ششم تھا، جسے مسلمانوں سے بغض و عناد حسد و دشمنی اپنے باپ سے ورثہ میں ملی تھی، اس نے سب سے پہلے مسلمانوں کی دعوت پر لبیک کہا تھا اور مسلمانوں کی تباہی کی طرف یہ پہلا قدم تھا جس کے بعد تباہی آتی ہی چلی گئی، اس نے مسلمانوں سے بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ جزیہ وصول کرنا شروع کیا اور آیت کریمہ کا مفہوم مسلمانوں کے مخالف ہو گیا اور دین سے روگردانی اور پیام محمدی سے کنارہ کشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو مسلمان جزیہ وصول کرتے تھے وہ خود جزیہ دینے لگے۔

مسلمانوں کے آپسی انتشار و خلفشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بادشاہ فونس نے ان پر مسلسل حملے کئے اور انھیں دہشت زدہ کیا، ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور انگریزوں کو متحد کیا اور مسلمانوں کے خلاف جہاد پر آمادہ کر لیا اور باقاعدہ جنگ چھیڑ دی، اس نے اس کی بابت پادریوں سے مشورہ کیا اور تعاون حاصل کر کے مسلمانوں کے سب سے اہم مقام اندلس کے دارالسلطنت "طلیطلہ" پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ اشبیلیہ معتمد اور اس کے درمیان معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ "ابن عباد" اپنے تمام فوجیوں سمیت ملک "قشتالہ" کی اس کے دشمنوں کے خلاف (مسلمان بادشاہوں کے خلاف) اس کی مدد کرے گا اور ابن عباد اس بات کا پابند ہے کہ ملک الفونس کو طلیطلہ میں کارروائیوں کے لئے آزادی ہوگی اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے گا۔

اس معاہدے کے بعد طلیطلہ کی چار سو سالہ اسلامی سلطنت کا سقوط ہو گیا اور اس سے مشرق و مغرب کے اسلامی ممالک بھی متاثر ہوئے اور اس کی بازیابی کے لئے بھی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا گیا، دوسری طرف نصاریٰ نے خوب خوشیاں منائیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ان کے اندر بقیہ ممالک پر قبضہ کرنے کی حرص و ہوس ہوئی، اس فتح سے شاہ فونس کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور اس میں غرور پیدا ہو گیا اور اس نے شہنشاہ ملتین (دو قوموں کے شہنشاہ) کہنا شروع کر دیا، اپنے فرامین من ملک ذی الملتین الملک المفضل ..... کے ساتھ فرمان جاری کرائے، بھیجوں کی حرص ہوس، ملک گیری صرف یہیں آکر ختم نہیں ہو گئی بلکہ شاہ فونس نے آگے بڑھ کر "بلنسیۃ" پر بھی قبضہ کر لیا اور غرناطہ کا محاصرہ کیا اور اقصیٰ جنوب کے جزیرہ طریف تک جا پہونچا اور اپنے گھوڑوں کو گھٹنوں تک پانی میں اتار کر بڑے فخر و غرور کے ساتھ "ابن بسام" کے یہ الفاظ دہرائے کہ "یہ مسلمانوں کا وہ آخری ملک ہے جسے میں نے اپنے قدموں سے روندا ہے" اس کے بعد اس نے اشبیلیہ پر باقاعدہ قبضہ کرنے کے لئے فوج کو از سر نو مرتب کیا پورے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور تیسرے حصہ کی قیادت خود کرتے ہوئے معتمد پر حملہ کرنے کی غرض سے چل پڑا

معتمد کی بیدار مغزی

ابن عباد کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اسے اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا، اسے یقین ہو گیا کہ اب میں مارا جاؤں گا اور میری بچاؤ بچاؤ کی صدا پر کوئی کان نہیں دھرے گا اور چیخ و پکار مجھے فائدہ نہیں پہونچائے گی۔ معاملہ کی سنگینی کا تذکرہ اس نے اپنے لڑکے سے کیا اور کہا کہ ملعون الفونس نے ابن ذوالنون سے طلیطلہ چھین لیا ہے اور اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ طلیطلہ سات سال تک ابن ذوالنون کے قبضہ میں رہا اور اب اذفنش کے قبضہ میں آنے کے بعد دارالکفر قرار پایا، طلیطلہ قبضہ کے بعد اس کی ہمت اور بڑھی اور اب ہمیں وہ اپنا ماتحت بنانے کے درپے ہے وہ کسی طرح اشبیلیہ پر بھی قابض ہو جانا چاہتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم عدوہ کے بادشاہ سے اس ملعون کو دور کرنے کی درخواست کریں اس لئے کہ قطعاً ہم میں اس سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ عام و خاص کی نظروں میں مبغوض ہیں۔

شاہ فونس نے اپنے پورے لشکر سمیت اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا اس موقعہ پر اس نے ایک تضحیک آمیز خط لکھا کہ "میرے طویل قیام کی وجہ سے یہاں کثرت سے مکھیاں ہو گئی ہیں اور گرمی بھی بڑھ گئی ہے، تم اپنے محل سے ایک پنکھا بھیج دو تاکہ میں گرمی سے نجات حاصل کر سکوں اور مکھیاں بھی ہنکا سکوں۔" ابن عباد یہ خط پا کر جھلا گیا اور فوراً ہی خط کی پشت پر لکھ دیا کہ تمہارا خط دیکھا اور تمہارے غرور و تکبر کا بھی اندازہ کیا میں عنقریب ایسے شدید ضرب والے پنکھے بھیجوں گا جو تم سے نجات دے دیں گے اور خود تمہیں انشاء اللہ نجات نہیں حاصل ہو سکے گی۔ اس کے بعد ابن عباد نے بڑی تیزی کے ساتھ مختلف سربراہوں سے رابطہ قائم کیا اور انھیں لکھا کہ یوسف بن تاشفین سے رابطہ قائم کریں اور ان سے درخواست کریں کہ جلد از جلد اندلس پہونچ کر وہ اسلامی لشکر کی قیادت سنبھال لیں۔ یوسف بن تاشفین کی شجاعت و بہادری اور مسلمانوں کے اتحاد کے سلسلہ میں ان کی زبردست کوششوں کی خبریں ابن عباد تک پہلے ہی پہونچ چکی تھیں اس موقعہ پر بھی بعض بادشاہوں اور سربراہوں نے ابن عباد کو اپنے موقف سے باز رکھنے کی کوشش کی اور یوسف بن تاشفین سے متعلق بعض خدشات ظاہر کئے، مگر انھیں جواب دیتے ہوئے ابن عباد نے وہ تاریخی جملہ کہا کہ اونٹوں کا چرواہا خنزیر چرانے والے سے بہتر ہے۔ یوسف بن تاشفین اگر ان پر قابض ہو جائے تو یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ شاہ فونس ان پر حکومت کرے اس گفتگو کے بعد ابن عباد اور بعض سربراہوں نے یوسف بن تاشفین سے رابطہ قائم کیا اور اس نے انھیں مبارکبادی کا جواب دیتے ہوئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اس پیشکش کی زبردست پذیرائی کی۔

علماء کا موقف

علماء کرام اپنے فرائض منصبی کے لئے عرصہ دراز سے بے چین تھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو وہ خوب سمجھتے تھے کہ کس طرح بادشاہوں تک اس پیغام کو پہونچایا جا سکتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جا سکتا ہے مگر اس کے باوجود وہ آزاد خیالی اور اباحت کی لہر کو نہیں روک سکے تھے کیونکہ معاملہ اس کے ختم کرنے ہی کا نہ تھا بلکہ اپنی بزدلی اور کمزوری کو دور کرنے کا معاملہ زیادہ اہم تھا، کمزوری کی بناء پر معاملہ کچھ دن تعطل کا شکار رہا پھر یہ مسئلہ کینہ و حسد کا روپ اختیار کر لیا اور جنگ و جدال کی نوبت آ گئی۔ اس مسئلہ پر علماء کا ایک گروہ تبادلۂ خیال کے لئے قرطبہ میں یکجا ہوا۔ اتفاق رائے سے قاضی ابن ادہم کے پاس مسئلہ کے حل کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا آپ کو مسلمانوں کی اس پستی و کمزوری اور ذلت و رسوائی کو دیکھ کر ذرا بھی ترس نہ آیا کہ کبھی وہ انگریزوں سے جزیہ وصول کرتے تھے اور اب حالت یہ ہے کہ انگریز ان سے جزیہ لیتے ہیں۔ ابن عباد وہ شخص ہے جس نے انگریزوں کو مسلمانوں کے خلاف ورغلایا ہے اور اب وہ دلیر ہو گئے ہیں، اس سنگین معاملہ کی عقدہ کشائی کے لئے ہم لوگوں نے ایک رائے قائم کی ہے کہ یوسف بن تاشفین سے خط و کتابت کریں اور علمائے کرام اس سے بات چیت کرنے کی اجازت دیں یا کسی

قاصد کو رابطہ قائم کرنے کے لئے بھیجیں، قاضی ابن ادہم اس رائے سے متفق ہوئے اور بات چیت کرنے کی اجازت دے دی اور علماء کرام کا براہ راست رابطہ یوسف بن تاشفین سے قائم ہو گیا اور علماء کرام نے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی اور مجاہدین کی صفیں تیار کرنے کے لئے ایسے وقت میں اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ حالات نے انھیں خطرناک موڑ پر لا کھڑا کیا تھا، چنانچہ اس فریضہ کی ادائیگی کی خاطر ابو الولید الباجی اندلس کے مختلف ریاستوں کی شیرازہ بندی پلاننگ کے لئے کمربستہ ہو گیا اور دوسری طرف علماء کے ایک طبقے نے مغرب کے فقہاء سے بات چیت کی اور مرابطین کے لشکر کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے۔

یوسف بن تاشفین

چنانچہ ایک شخص دنیوی جاہ و جلال، مال و منصب سے بے نیاز مغرب میں مقیم مسلمانوں کی عزت و شرف اور شان و شوکت کو لوٹانے کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لیکر ہم جوئی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا جو دقت نظر اور سلامت فکر کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ حالات کے نشیب و فراز اور سیاسی امور کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی واقف تھا کہ کس طرح دشمنوں پر فتح و کامرانی حاصل کر کے انھیں زیر کیا جا سکتا ہے۔

ادھر اندلس میں روز افزوں حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے، مسلمانوں کی بدحالی اور ان پر ظلم و ستم کی خبریں پا کر اس کی بے تابی بڑھتی ہی جا رہی تھی لیکن خاموشی کے ساتھ ان کا ذہن کام کر رہا تھا اس درجہ خاموش طبیعت کا وہ شخص کہ جب کرنے ہی پر کچھ گویا ہوتا ورنہ خاموشی ہی اس کا شعار رہتا، اندلس کے مظلوم مسلمانوں نے بھی ان کے نام کئی دعوت نامے بھیجے، انھیں پڑھنے کے بعد بے ساختہ وہ کہہ اٹھے کہ اس دین کی نصرت و مدد میرا نصب العین ہے اور اس ذمہ داری کی تکمیل میرا عین فریضہ ہے، میں اس کو خوب سمجھتا ہوں۔

پھر مکمل تیاری کے ساتھ فرنگیوں کے احوال اور ان کے اسلحہ سے باخبر ہونے کے لئے جاسوس بھیجے تاکہ معاملہ کا صحیح رخ سامنے آ جائے۔ اہل اندلس اسلام دشمن عناصر سے گہرے تعلق کی بناء پر قطعاً اس لائق نہ تھے کہ ان پر بھروسہ کیا جاتا اور جاسوسی کے لئے متعین کیا جاتا، اس لئے کہ ان کے دل فسق و فجور سے معمور تھے۔

اہل اندلس کو فرنگیوں کے چنگل سے نکالنے کے لئے اندلس کے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں سے آزاد ہو کر منصوبہ بنایا، جب انھیں جاسوس نے یہ خبر دی کہ الفانسو اپنی فوج کے ساتھ اندلس کے سرحد کا محاصرہ کر رہا ہے اور اس نے فوج کی امداد کے لئے Green land کو رسد گاہ بنایا ہے اور اپنی فوج کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہے تو اس کے تدارک کے لئے یوسف بن تاشفین اندلس کی سمت بڑھے اور "زلاقہ" نامی وادی میں مقیم ہو گئے یہ ایک نشیبی علاقہ ہے جو پرتگال سے قریب ہے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب یوسف بن تاشفین سمندری راستہ سے اندلس کی طرف بڑھ رہا تھا تو سمندر کی موجیں ٹھاٹھیں مارنے لگی اس وقت یوسف بن تاشفین نے بیچ کشتی میں کھڑے ہو کر اپنے رب کے حضور یہ دعا مانگی "اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اگر سمندر سے گزر جانے میں ہم مسلمانوں کے لئے بہتری ہے تو ہمیں باسانی پار کرا دے ورنہ ان موجوں کو اور تیز کر دے کہ ہم عبور کرنے میں کامیاب ہی نہ ہو سکیں۔" یوسف بن تاشفین کی یہ دعا اپنے عظیم مقصد کی تکمیل اور خدا سے گہرے تعلق کو خوب واضح کرتی ہے، اللہ رب العزت نے اپنے عاجز بندے کی دعا قبول کی اور یکبارگی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں سکون ہو گیا اور قائد اسلام سمندر کو پار کر کے ساحل مراد کو چھونے میں کامیاب ہو گیا۔

مراکشی کہتا ہے کہ: معتمد ابن عباد نے یوسف بن تاشفین کو اولاً تو اشبیلیہ میں آرام کرنے پر ابھارا لیکن جب یوسف بن تاشفین نے اس کی باتوں پر کان نہ دھرا تو طوائف الملوکی کے مسائل حل کرنے کی خواہش کی جس کو یوسف بن تاشفین نے رد کر دیا، اور یوں گویا ہوا کہ میں تو صرف دشمنوں سے جہاد کی نیت سے نکلا ہوں۔ یوسف بن تاشفین کا عزم اور اس کا پیغام سن کر حکام بھی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے، یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ یوسف بن تاشفین اور اس کا لشکر اسلام مسلمانوں کو ظلم و شقاوت کی گھاٹی سے نکالنے کے لئے کھڑا ہے اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے لبیک و سعدیک کی صدا لگا رہا ہے۔

ادھر اندلسی مسلمانوں کو بھی کسی معین قائد کی تلاش تھی جو ان کے حوصلوں کو بڑھاتا ٹوٹے دلوں کو جوڑتا اور منتشر شیرازہ کو جمع کرتا مسلمانوں کی اس ہمت و بہادری اور جوش و ولولہ کو دیکھ کر معتمد بن عباد اور متوکل بن الافطس کی فوجیں بھی مرابطین کی فوج میں ضم ہو گئیں۔

معرکہ کی تیاری

یوسف بن تاشفین نے تربیت یافتہ شہسوار دستے کو تیار کیا اور دوسرے دستہ کو جنگ کے خطرات سے بچاؤ کے لئے آلات جنگ (شمشیر و سنان زرہ و خود) سے لیس کیا نیز قدیم و جدید تمام جنگی اسلحہ فراہم کر کے دوسری طرف قلعہ اور فصیلیں بھی تعمیر کرائیں اور ان میں اسلحہ و کھانوں کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر لیا۔ دشمنوں کی اسکیم اور ایکدوسرے پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی ذہانت و ذکاوت فہم و فراست سے ان پر غلبہ و فتح کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی اور بس اس تاک میں رہے کہ کب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو جائے اور جنگ کی آگ میں بھون کر ان کا قلع قمع کر دیں، یہ ان کی ذہانت کی زندہ مثال ہے کہ انھوں نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اندلسی فوج کو ایسی جگہ کھڑا کیا اور مختلف طبقات کے لوگوں اور بادشاہوں کو پیار و محبت، الفت و رافت، اتحاد و اتفاق کا سبق یاد دلا کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے اور جنگ کے حملوں کو برداشت کرنے کی بھرپور تلقین کی تاکہ دشمنوں کو باسانی زیر کیا جا سکے، اندلسی فوج کی قیادت معتمد کے سپرد کی، آگے بڑھنے کے لئے کہا اور موخرالذکر کو بوقت ضرورت امداد و اسلحہ پہونچانے کی ذمہ داری سونپی، معتمد کے علاوہ دو کمانڈر اور مقرر کئے جو سلیمان بن عائشہ اور سیر بن ابو بکر تھے (فوج کی اس طرح صف آرائی ان کی فوجی و جنگی عبقریت کی واضح دلیل ہے) اب یوسف بن تاشفین کی تربیت یافتہ فوج "زلاقہ" کے میدان میں جنگ کے لئے مکمل طور پر تیار تھی بس جنگ چھڑنے کی دیر تھی۔

فرنگیوں کا لشکر

جب مرابطین کے دریا عبور کر لینے کی خبر "الفانسو" کو ہو گئی تو اس نے "سرقسطہ" جو مسلمانوں کا علاقہ تھا، سے محاصرہ اٹھانے کا ارادہ کیا لیکن اسے اپنے مال کے ضیاع کا شدید احساس تھا اس کی تلافی کے لئے اس نے "مستعین بن ہود" والی "سرقسطہ" کو اپنا قاصد بھیجا کہ اگر تم بہت سارا مال دو تو ہم اس حصار کو ختم کر دیں، مستعین بن ہود کو مسلم افواج کا پورا علم تھا اس نے اس کے خط کا جواب تضحیک کرتے ہوئے نفی میں جواب دیدیا، مایوسی کے عالم میں "الفانسو" اپنی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ جدید پایۂ تخت "طلیطلہ" آیا اور (سانستوار) کے حکمران کے پاس فوری امداد کی خاطر قاصد بھیجا اور مسلمانوں کے علاقہ "طرطولہ" کا محاصرہ کر لیا۔ اب الفانسو کے قاصد لیون و قشتالہ پہونچ چکے تھے اور ہزاروں پیادہ و شہسوار طلیطلہ جا چکے تھے نیز پڑوسی ممالک فرانس و اٹلی نے بھی جنگ کی خبر سنکر اپنی فوجیں بھیجدی تھی اس طرح یہ جنگ صلیبی جنگ میں بدل گئی اور پادریوں اور سربراہان چرچ و مذہب پرست افراد نے الفانسو کی کثرت افواج کو دیکھ کر خود فریبی میں مبتلا ہو گئے۔ اور معتمد کے پاس لکھ بھیجا کہ تمہارا ساتھی یوسف بن تاشفین سمندر پار کر کے آیا ہے میں ملاقات کے لئے تمہارے ملک آ رہا ہوں اور میرے آنے کی نیت صرف ہمدردی ہی ہوگی، اس حربہ کے تحت وہ یہ کھیل کھیلنا چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے ملک میں اگر مڈبھیڑ ہو اور اگر بالفرض شکست ہو بھی جائے تو اس کا ملک نقصانات سے محفوظ رہے۔

الفانسو نے ۸۰ ہزار فوج کا لشکر جرار تیار کر لیا اور اپنے جاسوس کو حالات سے واقفیت کے لئے بھیجا ساتھ ہی یہ کہتا تھا کہ میں جن و انس ہی کا نہیں بلکہ آسمانی فرشتوں سے بھی لڑنے پر قادر ہوں۔ یوسف بن تاشفین کو ڈرانے کے لئے ایک مفصل خط بھی اس نے اس طرح لکھا کہ میرے پاس مسلح افواج کی ایک بڑی تعداد ہے ان کی قوت و طاقت اور شجاعت و بہادری کا یہ عالم ہے کہ وہ کسی سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتی۔ مجھے معلوم ہے تمہارے پاس صرف ۲۰ ہزار افراد ہیں جنہیں ہماری فوج کچل کر رکھ دے گی۔ اس خط کا جواب یوسف بن تاشفین نے اللہ کی مدد کا علم بھروسہ کر کے مسکراتے ہوئے اسی خط کی پشت پر جو [illegible]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق لکھا اڈفنش کو اس کو اسلام کی دعوت پیش کی کہ اگر قبول کرے تو ٹھیک ہے ورنہ جزیہ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔

جب "الفانسو" کا پہلا حربہ ناکام ہو گیا تو اس نے دوسرا حربہ اس لئے استعمال کیا کہ اس کی فوج مکمل طور پر جنگ کے لئے ابھی تیار نہ تھی، چنانچہ اس نے یوسف بن تاشفین کے قاصد سے یہ کہلا بھیجا کہ کل جمعہ ہے یہ دن مسلمانوں کے عید کا دن کہلاتا ہے اور اس کے ایک دن بعد ہی اتوار ہے جو نصاریٰ کے نزدیک بڑا متبرک دن ہے، دوشنبہ سے ہم لوگ باقاعدہ جنگ کریں گے اس لئے کہ لڑائی جب چھڑ جائے گی تو رو کے نہ رکے گی الا یہ کہ فریقین میں سے کسی ایک کو شکست ہو جائے اور اس طرح کرنے سے ہم میں کا ہر ایک شخص فتح و کامرانی کو چھونے کے لئے اپنی بھرپور طاقت استعمال کرنا چاہیگا یوسف بن تاشفین کی حساس طبیعت نے اس کی چال کو سمجھ لیا . . .

معرکہ آرائی

جمعہ کی نصف شب میں مسلمانوں کے دو جاسوسوں نے یوسف بن تاشفین کو یہ خبر دی کہ دشمنوں کے لشکر میں معمول کے خلاف کچھ چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ معرکہ کی تیاریاں میں ہیں اور ہم نے الفانسو کو خود اپنے لشکر سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن عباد ہی اس جنگ کا بھڑکانے والا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں صحرائی باشندے جنگ کی نوک پلک سے خوب واقف ہیں لیکن یہ ملک ان کے لئے غیر معروف ہے، تم لوگ سب سے پہلے ابن عباد پر ٹوٹ پڑنا، مجھے امید ہے ابن تمہارے حملہ کی تاب نہ لا کر جان دیدیگا پھر سارا معاملہ تمہارے لئے سہل و آسان ہو جائے گا۔

جمعہ ۲۵ رمضان المبارک ۴۷۹ھ کو صبح کی سفیدی ابھی اچھی طرح نمایاں بھی نہ ہوئی تھی کہ فرنگی فوج کو اسلامی فوج کی طرف بڑھتا دیکھا گیا، جس کی اندلسی فوج کے اگلے دستہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس وقت اندلسی فوج کا قائد ابن عباد ہی تھا وہ فوج کے درمیان میں کھڑا رجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

الفانسو نے اندلسی فوج پر بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تاب نہ لا سکی اور بطلیوس کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئی، لیکن معتمد ایک چھوٹے سے دستہ کو لے کر بڑی جانفشانی سے لڑ رہا تھا۔ اسی درمیان یوسف بن تاشفین نے مغرب کے لئے ایک دستہ جس کی قیادت سیر بن ابوبکر کر رہا تھا بھیجا کہ وہ الفانسو کی فوج سے لڑتا رہے۔ سیر بن ابوبکر نے الفانسو کے اس لشکر کو جو اندلسی فوج پر بھاری پڑ رہی تھی اور زیر کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی کی پیش قدمی روک دی اور یوسف بن تاشفین یہی چاہتا تھا کہ عقب سے اچانک حملہ ہو، یوسف بن تاشفین نے عقب سے حملہ کیا اور دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا اور میدان پر قابض ہو گیا اور قتل عام شروع کر دی نقاروں کی آواز سے کان پھٹے جا رہے تھے، فرنگیوں کے کان بہرے ہو گئے اور دلوں پر رعب و ہیبت اس قدر بیٹھ گیا کہ بزدلی کا سچا نمونہ الفانسو کی فوج کو دیکھنے ہی کے بعد چل سکتا تھا، اس بہادر و جنگ جو سپاہیوں نے ہزاروں کو تہ تیغ کر ڈالا "الفانسو" اتنی بڑی فوج کے باوجود شرم سے پانی پانی ہو گیا اور عین اس وقت جب اس کی غیرت کو جھنجھوڑا تو پیچھے سے حملہ آور ہونے میں کامیاب ہو گیا، لیکن ادھر یوسف بن تاشفین کی تلوار برابر کام کر رہی تھی، ان کا جوش و حوصلہ مسلمانوں کی سربلندی کی خاطر بڑھتا ہی جا رہا تھا الفانسو کے پیچھے سے حملہ آور ہونے پر جنگ کا شعلہ اور بھڑکا جس میں فرنگیوں کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ جنگ اپنے شباب پر ہونے کے باوجود اس مرد مجاہد کا یہ عالم کہ گھوڑے پر سوار قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی سے زبان لبریز ہے اور اپنی قوم کو صبر و استقامت و استقلال کا سبق یاد کراتے ہوئے خدا کی راہ میں جان دینے کی اہمیت و قدر و قیمت بتاتے ہوئے جنگ پر ابھار رہے ہیں، اسی وقت ہی ایک نیا حربہ استعمال کیا کہ نئی اسکیم کے تحت ایک دستہ کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا اور وہ حملہ اتنا کارگر ثابت ہوا کہ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور اسلامی فوج کے ڈگمگاتے قدم اور جم گئے ان میں ثبات و استقامت اور مضبوط ہو گیا اس پلاننگ کے تحت لڑنے کے بعد دشمنوں کے پیر اکھڑ گئے اور انھوں نے مقابلہ کی ہمت چھوڑ دی۔

پھر یوسف بن تاشفین نے مرابطین و اندلسی فوج کے شیرازہ کو جمع کیا اور دوبارہ ایسا وار کیا کہ اس کے بعد دشمن میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ ان کی اس بزدلی اور کمزوری کو دیکھ کر سوڈانی فوج جو چار ہزار پر مشتمل تھی میدان کارزار میں آئی اور بجلی بن کر سیمیوں پر ٹوٹ پڑی، یوسف بن تاشفین کی ٹولی کا ایک فرد الفانسو تک پہنچ کر اسکو اور اس کے گھوڑے کو مار گرانے میں تقریباً کامیاب ہو گیا، لیکن بڑی پھرتی اور چالاکی سے وہ پانچسو فوجیوں کے ساتھ بھاگ نکلا اور رات میں ایک گاؤں جو میدان سے ۲۰ میل دور تھا میں پہونچ کر پناہ لی، ان میں کے اکثر تو راستے ہی میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور صرف سو افراد طلیطلہ تک پہونچ کر پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ ادھر مسلمان میدانِ جنگ میں موقع کی تلاش میں تھے کہ اگر پھر سے دشمن کہیں سے نکل کر آئیں تو انھیں بھون کر رکھ دیں گے لیکن دور دور تک دشمن کا پتہ نہ تھا، مال غنیمت خوب حصہ میں آیا ایک شہسوار کو پانچ سے زائد گھوڑے ملے اس جنگ میں تقریباً ۳۰ مسلمان شہید ہوئے ان میں قاضی مراکش ابوداؤد اور عبد الملک المصمودی قابل ذکر ہیں، پھر ان سبھوں کو اسلامی روایات کے مطابق دفنایا گیا۔

جرمنی مورخ جوزفین اشباخ نے مرابطین کے کارناموں کو سراہتے ہوئے ان کی شجاعت و بہادری، دلیری و جوانمردی کا اعتراف کیا ہے اور ان کی تعریف کرتے ہوئے یوسف بن تاشفین کے مقولہ کا بصراحت تذکرہ کیا "اے مسلمانوں کی جماعت خدا کے دشمنوں سے جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ، جس کسی کو شہادت نصیب ہو جائے تو دیکھو اس کے لئے جنت یقینی ہے اور اگر صحیح سالم لوٹ آئے تو وہ اجر عظیم کا مستحق ہے۔

خاتمہ

فتح و کامرانی حاصل ہونے پر چہار سو خوشی و انبساط کی لہر دوڑ گئی اور ہر ایک بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوا، اسلام کا جھنڈا بلند کرنے اور عظمت رفتہ کو واپس لانے میں مسلمانوں نے دلیری و جوانمردی کا ثبوت دے کر اسلام کی دعوت اور اس کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا، امیر المومنین کو اس عظیم کامیابی پر ہر طرف سے تہنیت و مبارکباد کے پیغامات ملنے لگے، امام غزالیؒ نے یوسف بن تاشفین کے کارناموں کو سراہتے ہوئے ان کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور بارگاہِ ایزدی میں اسلام کی سربلندی و برتری کے لئے دعاگو ہوئے، اس فتح کو یوم العروبۃ والاسلام کے نام سے آج تک یاد کیا جاتا ہے۔

الفانسو کی اس زبردست شکست سے اس کا غرور ٹوٹا گھمنڈ جاتا رہا، اور جزیرہ نما اندلس پر حکمرانی کرنے کا خواب پاش پاش ہو گیا اور جزیہ وصول کرنے والا شہنشاہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی متحد قوت کے سامنے بے بس محسوس کرنے لگا اور خود اپنا وجود اس کو غیر یقینی نظر آنے لگا اور اس نے فرنگی یورپین کو اس شرمناک شکست کے حالات لکھے اور مرابطین اور اندلسیوں کے اتحاد سے ان کو باخبر کیا تو پورے یورپ نے الفانسو کے عظیم نقصانات کو پورا کرنے کے لئے چندے بھیجے اس کے بعد یوسف بن تاشفین مغرب لوٹ آیا اور تین ہزار فوج ناگزیر حالات کے لئے چھوڑ دی۔

وہ رات کتنی حسین تھی اور وہ منظر کتنا دلکش تھا جس میں فتح و کامرانی نے مسلمانوں کے قدم چومے، کہاں الفانسو کی فوج اور مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کرنے کا ناپاک ارادہ اور ان کے پیروں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے غلامی کی زنجیر پہنا کر اپنا ماتحت بنانے کا منصوبہ لیکن خود غلامی اور انتشار کا شکار ہو گیا، اگر اس جنگ میں خدا کی مدد شامل حال نہ ہوتی اور اس جنگ کی قیادت کے لئے خدا یوسف بن تاشفین جیسے عظیم قائد کو منتخب نہ فرماتا تو شاید وہ فتحیاب نہ ہوتے، لیکن یہ سنت الٰہی ہے کہ جب اسلام کی تعلیمات پامال ہو رہی ہوں، خدا سے تعلق ختم ہو رہا ہو، خواہشات کے ریگزاروں میں لوگ بھٹک کر اپنے معبود حقیقی سے منھ موڑ رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ خود اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیتا ہے اس جنگ میں ہوا بھی یہی کہ خدا کی بھرپور مدد سے فتح و کامیابی ہاتھ آئی اور پھر سے

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

دار العلوم ندوۃ العلماء — خدمات و ضروریات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۞

دار العلوم ندوۃ العلماء محتاج تعارف نہیں ہے، اس کے قیام کو ۹۰ برس ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس اثنا میں اس نے گرانقدر علمی اور دینی خدمات انجام دی ہیں۔ تقریباً بائیس سال سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی اس کی توجہ اور سرپرستی حاصل ہے، جن کے دورِ نظامت میں وہ ایک عظیم اسلامی مرکز بن گیا ہے نیز اس نے ایک بین الاقوامی دینی درسگاہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دینی زندگی کے فروغ کے لئے اس کے طلبہ، اساتذہ اور کارکنان حسب توفیق کوشاں ہیں۔

اس وقت دار العلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ ملیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ، ترینداد، یوگنڈا اور دوسرے ممالک کے طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں۔ مختلف ملکوں سے برابر داخلے کی درخواستیں آتی رہتی ہیں، اللہ کے فضل سے عرب ممالک میں ندوۃ العلماء کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور وہاں کے طلبہ میں اس کی تعلیم و تربیت سے استفادہ کی خواہش روز افزوں ہے۔ ان اسباب کی بنا پر داخلوں کی تعداد میں ہر سال غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نئی اقامت گاہوں کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ دار العلوم کے مختلف شعبوں مثلاً دفاتر، لائبریری وغیرہ کے لئے علیحدہ مستقل عمارتیں درکار ہیں۔ طلبہ کی نئی اقامت گاہ "رواق اطہر" کا سنگ بنیاد ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء کو رکھا گیا تھا۔ بحمد اللہ جس کا تکملہ ہو چکا ہے اور زیر استعمال ہے۔

"مسجد دار العلوم" میں باوجود وسعت کے گنجائش ختم ہو چکی ہے اور امسال کثیر تعداد میں طلبہ کو واپس کیا گیا ہے، اسی طرح دار العلوم میں بھی بہت سے داخلے محض انہیں مجبوریوں کی بنا پر نہیں کئے جا سکے۔ یہ صورت حال ذمہ داران دار العلوم کے لئے باعث فکر ہے، اور محض جگہ کی تنگی کی وجہ سے شائقین علم دین کو واپس کرنا نیز مقیم طلبہ کی بڑھتی ہوئی دشواریاں اور ضرورتیں ان کی فکر و بے چینی میں مزید اضافہ کا باعث ہیں، علاوہ ازیں عمارتوں اور ضروری تعلیمی سامان کی کمی کی وجہ سے بہت سے مفید علمی و دینی منصوبے پوری توجہ و یکسوئی کے محتاج رہتے ہیں۔

ہماری خواہش اور درخواست ہے کہ آپ میں سے جن حضرات کو اللہ تعالیٰ توفیق دیں اور سہولت ہو وہ اپنی تشریف آوری سے حسب موقع ہمیں سرفراز فرمائیں، خود آ کر ان نونہالانِ چمن کو دیکھیں، ان کی ضروریات کو سمجھیں، فی الوقت جو کام شروع کئے جا چکے ہیں یا مستقبل قریب میں فوری توجہ کے مستحق ہیں ان کی تفصیل درج ہے:۔

ایک نئے ہوسٹل کی ضرورت

رواق اطہر کی تکمیل کے باوجود بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے طلباء کے قیام کے نظم میں دشواری پیدا ہو رہی ہے۔ خاص طور سے بیرونی طلبہ کے قیام کا کوئی مستقل نظم نہیں ہے۔ سرپرستوں کے قیام کی سہولت بھی موجودہ اقامت گاہوں کی تنگی کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکی ہے اس کے پیش نظر چوتھی اقامت گاہ کی تعمیر کی ضرورت ہے۔

اسٹاف کوارٹرس

حضرات اساتذہ کرام کے لئے رہائشی مکانات کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے، چنانچہ چار دو منزلہ مکانات کی تعمیر مکمل ہو گئی جو زیر استعمال ہیں، لیکن مزید مکانات کی ضرورت ہے۔

کتب خانہ

دار العلوم ندوۃ العلماء کا کتب خانہ ہندوستان کے گنے چنے کتب خانوں میں سے ایک معروف و مشہور کتب خانہ سمجھا جاتا ہے، جہاں علوم سے دلچسپی رکھنے والے بیرونی ممالک کے بھی لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ یہ کتب خانہ دار العلوم کے وسیع و عریض ہال میں عرصے سے قائم ہے، اس کے لئے علیحدہ عمارت کی ضرورت کا عرصے سے احساس ہو رہا تھا، بحمد اللہ کتبخانہ کی نئی عمارت کی تعمیر کا آغاز ہو گیا ہے، تین منزلیں تعمیر ہو چکی ہیں اور باقی کام انشاء اللہ اس سال ہونے کی توقع ہے۔

دار تحفیظ القرآن الکریم

دار العلوم ندوۃ العلماء نے جب دار العلوم میں شعبۂ حفظ کا افتتاح کیا تھا، اسی وقت یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ اس شعبہ کے لئے علیحدہ عمارت ہوگی جس میں تعلیم کے ساتھ رہائش کا بھی نظم ہوگا اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہو گیا ہے۔ سال گزشتہ شیخ الجامعہ مدینہ منورہ کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے، خدا کرے جلد اس کی تکمیل کی صورت ہو۔

رواق نعمانی مشرقی بازو

شبلی ہوسٹل میں طلبہ کی کثرت کی وجہ سے سال گزشتہ رواق نعمانی (شبلی ہوسٹل) کے مشرقی بازو کی تعمیر کا آغاز کیا گیا تھا۔ سامان کی گرانی اور نایابی کی وجہ سے حسب گنجائش کام آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔

توسیع مسجد دار العلوم

دار العلوم ندوۃ العلماء کی خوبصورت و عالیشان مسجد ابھی چند سال قبل توسیع کے مراحل سے گذر چکی ہے لیکن اب پھر طلبہ کی تعداد و نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مزید